بسم اللہ الرحمن الرحیم

جاء الحق وزھق الباطل

ماہنامہ

ضربِ حق

سرگودھا



صفر ۱۴۳۳ھ
جنوری ۲۰۱۲ء

مدیر: سید محمد سبطین شاہ نقوی حفظہ اللہ

- نواب وحید الزمان، ایک تحقیقی جائزہ
- الیاس گھمن صاحب کے "رفع یدین نہ کرنے" کا جواب
- صوفی سلطان باہو اور مسئلہ تقلید
- وہ خوش نصیب جن کے لئے فرشتے دعائیں مانگتے ہیں
- ماہِ صفر سے متعلق توہم پرستیاں

جامعہ امام بخاری اہل حدیث مقام حیات۔ سرگودھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جاء الحق وزھق الباطل

ماہنامہ
ضربِ حق
سرگودھا

مدیر
سید محمد سبطین شاہ نقوی
حفظہ اللہ
0300-9600128

جلد: 3	صفر ۱۴۳۳ھ جنوری ۲۰۱۲ء	شمارہ: 1

قیمت

فی شمارہ	سالانہ	پاکستان
20 روپے	200 روپے علاوہ محصول ڈاک	300 روپے مع محصول ڈاک

اس شمارے میں

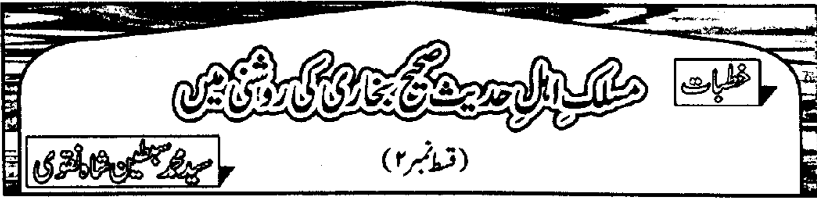
برائے خط وکتابت

ماہنامہ ضربِ حق
جامعہ امام بخاری اہلِ حدیث
مقام حیات سرگودھا

برائے رابطہ

حافظ
عمر فاروق شاکر
0300-4608164
048-3715130

مقام اشاعت
جامعہ امام بخاری اہلِ حدیث مقام حیات سرگودھا



علماء غفلت کا شکار ہیں

آج میں آپ کو وہ احادیث سنانا چاہتا ہوں جن پر صرف اہلِ حدیث کا عمل ہے۔ جاؤ! وہ حدیثیں اپنے مولویوں کو دکھاؤ، وہ احادیث ان کتابوں میں موجود ہیں۔ مولویوں کو دکھاؤ، ہوسکتا ہے وہ بھی مان جائیں۔ ویسے (بدعتی) مولوی مانتا نہیں۔

بعض دفعہ آدمی بھول بھی جاتا ہے۔ حدیث کتاب میں موجود ہوتی ہے، لیکن غفلت ہو جاتی ہے جیسے احمد یار گجراتی نے جاء الحق میں لکھا ہے: عبداللہ بن عمر کی رفع الیدین والی حدیث اہلِ حدیث بھی نہیں مانتے، کیونکہ اس میں تیسری رکعت میں اٹھتے وقت رفع الیدین کا بھی ذکر ہے اور تم تیسری رکعت میں اٹھتے وقت رفع الیدین نہیں کرتے۔ (۶۴/۲)

حالانکہ جنھیں وہ طعنہ دے رہا ہے وہ تو تیسری رکعت میں اٹھتے وقت رفع الیدین کرتے ہیں، اسے اتنا بھی علم نہیں کہ ہم تیسری رکعت میں رفع الیدین کرتے ہیں یا نہیں؟

دوہری اذان اور غفلت

ہمارے محلے میں ایک نوجوان تھا اُسے تحقیق کا شوق پیدا ہوا، ہمارے محلے کے مولوی نے اسے بتایا کہ اہلِ حدیث اپنے آپ کو اہلِ حدیث کہلواتے ہیں، لیکن حدیث کو مانتے نہیں۔ اس نوجوان نے کہا: کوئی ایک حدیث بتاؤ جسے اہلِ حدیث نہ مانتے ہوں؟ میں ان کے پاس وہ حدیث لے جاتا ہوں اور پوچھ لیتا ہوں۔ اس نے اسے دوہری اذان والی حدیث نکال دی اور کہا: اہلِ حدیث اس کو نہیں مانتے۔ وہ حدیث لے کر میرے پاس آ گیا اور کہنے لگا: سنا ہے آپ حدیث نہیں مانتے؟ میں نے کہا: کون سی حدیث نہیں مانتے؟ اس

نے دوہری اذان والی حدیث نکال کر مجھے دکھا دی۔ میں نے اُسے کہا: ادھر بیٹھ جاؤ، ابھی ظہر کی اذان ہوتی ہے تو تم دیکھ لینا۔ ظہر کا وقت ہوا تو میں نے مؤذن سے کہا: تم نے آج دوہری اذان کہنی ہے، اس نے دوہری اذان شروع کر دی، میں نے اس نوجوان سے کہا: تم حدیث کھول کر دیکھنا شروع کر دو، واقعی اتنے کلمات ہیں جتنے حدیث میں موجود ہیں؟ جب مؤذن نے دوبارہ اشھدان لا الٰہ الا اللہ پڑھا تو کہنے لگا: تم تو حدیث پر عمل کرتے ہو۔ وہ دوہری اذان سن کر کہتا ہے: آپ نے تو حدیث پر عمل کر کے دکھا دیا ہے۔ میں نے کہا: تمھیں کس نے کہا تھا؟ کہنے لگا: سچی بات بتاتا ہوں مجھے آپ کے ہمسائے مولوی نے کہا تھا۔ میں نے اسے کہا: اب یہی حدیث تم اس مولوی کے پاس لے جاؤ اور اسے کہو: اس پر تم عمل کر کے دکھاؤ۔ وہ اس مولوی کے پاس گیا، اسے جا کر کہا: انھوں نے تو اس پر عمل کر کے دکھا دیا ہے۔ اب تم عصر کی یا مغرب کی اذان دوہری دے کر اس پر عمل کرو۔ وہ مولوی کہنے لگا: عمل کرنا کوئی ضروری ہے؟ عمل کرنا کوئی ضروری ہے؟ اس نوجوان نے کہا: چلو یہ حدیث اپنے مقتدیوں کو ہی بتا دو۔ تم عمل نہیں کرتے تو وہ ہی عمل کر لیں؟ مولوی کہنے لگا: بتانا ضروری ہے؟ نوجوان کہنے لگا: بس ایک ہی بات ہے، یا تم اس پر عمل کر کے دوہری اذان دو یا پھر میں جا رہا ہوں؟ وہ نوجوان اہلِ حدیث ہو گیا۔ مولوی دوہری اذان نہ کہہ سکا۔

﴿ وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴾

جب اللہ اور اس کا رسول فیصلہ کر دیں تو کسی مومن مرد اور عورت کو اپنی مرضی چلانے کا اختیار نہیں اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تو وہ واضح طور پر صریح گمراہی میں جا گرا۔ (الاحزاب:۳۶)

صحیح بخاری کی احادیث

اب آپ وہ احادیث سماعت فرمائیں جن پر صرف اہلِ حدیث کا عمل ہے اور وہ

احادیث سب کی سب صحیح بخاری میں موجود ہیں۔ آج ان شاء اللہ میں آپ کو صحیح بخاری سے احادیث سناؤں گا، کیونکہ اہلِ حدیث بھی کہتا ہے: قرآن کے بعد صحیح ترین کتاب صحیح بخاری ہے۔ دیوبندی بھی کہتا ہے: قرآن کے بعد صحیح ترین کتاب صحیح بخاری ہے اور بریلوی بھی کہتا ہے: قرآن کے بعد صحیح ترین کتاب صحیح بخاری ہے۔

رفع الیدین

صحیح بخاری میں رفع الیدین کرنے کی روایات موجود ہیں: "عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَ إِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ وَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَهُمَا كَذَٰلِكَ أَيْضًا وَ قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَ لَكَ الْحَمْدُ)) وَ كَانَ لَا يَفْعَلُ ذَالِكَ فِي السُّجُوْدِ." (سیدنا) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز شروع کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے، اسی طرح (رفع یدین کرتے) جب رکوع کے لئے اللہ اکبر کہتے اور جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تو دونوں ہاتھ بھی اٹھاتے اور رکوع سے سر مبارک اٹھاتے ہوئے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه رَبَّنَا وَ لَكَ الْحَمْدُ کہتے تھے۔ آپ سجدے میں جاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (صحیح بخاری: ۷۳۵)

" عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى تَكُوْنَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ حِيْنَ يُكَبِّرُ لِلرُّكُوْعِ وَ يَفْعَلُ ذَلِكَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ وَ يَقُوْلُ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ.)) وَ لَا يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي السُّجُوْدِ." عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حدیث بیان کی، انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا: جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو تکبیر تحریمہ کے وقت آپ نے رفع یدین کیا۔ آپ کے دونوں ہاتھ اس وقت کندھوں تک اٹھے اور اسی طرح جب آپ رکوع کے لئے تکبیر کہتے اس وقت بھی رفع یدین

کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اس وقت بھی کرتے۔ اس وقت آپ کہتے: سمع اللہ لمن حمدہ. البتہ سجدہ میں آپ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (صحیح بخاری:۷۳۶)

" عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّهُ رَأَى مَالِكَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ إِذَا صَلَّى كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَ حَدَّثَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَنَعَ هٰكَذَا ." ابوقلابہ سے روایت ہے کہ انھوں نے مالک بن حویرث صحابی (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا، جب وہ نماز شروع کرتے تو تکبیر تحریمہ کے ساتھ رفع یدین کرتے، پھر جب رکوع میں جاتے اس وقت بھی رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تب بھی رفع یدین کرتے اور انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔ (صحیح بخاری:۷۳۷)

ان روایات پر اہلِ حدیث کا عمل ہے اور کوئی دیوبندی، بریلوی ان پر عمل نہیں کرتا۔

رفع الیدین کی احادیث اور مولانا روپڑی صاحب رحمہ اللہ

مولانا عبدالقادر روپڑی صاحب رحمۃ اللہ علیہ گوجرانوالہ میں ایک جگہ تقریر کرنے آئے، انھوں نے اپنی تقریر میں بیان کیا کہ رفع الیدین کی چار سو روایات موجود ہیں۔ ایک نوجوان اپنی چھت پر تقریر سن رہا تھا۔ یہ بات سن کر رات کے وقت اپنے مولوی کے پاس گیا، اس کا دروازہ کھٹکھٹایا، مولوی صاحب سے مل کر کہتا ہے: آج روپڑی صاحب آئے ہیں اور وہ تقریر کر رہے ہیں، انھوں نے تقریر میں کہا ہے کہ رفع الیدین کی چار سو روایات موجود ہیں؟ مولوی صاحب یہ بات سن کر کہنے لگے: چار سو تو نہیں البتہ دس پندرہ آتی ہیں۔

نوجوان یہ بات سن کر واپس چلا گیا اور رات سوچتا رہا کہ پندرہ احادیث تو میرا مولوی بھی مانتا ہے، اس نے صبح کی نماز مولوی صاحب کے پیچھے پڑھی اور مولوی صاحب سے کہا: آپ نے رات کو کہا تھا: پندرہ احادیث رفع الیدین کی آئی ہیں۔ مولوی صاحب کہنے لگے: ہاں پندرہ تو آئی ہیں، لیکن چار سو نہیں آئیں۔ بس یہ بات نوجوان کی سمجھ میں آ گئی کہ پندرہ

احادیث تو ہمارا مولوی بھی تسلیم کرتا ہے اور وہ اہلِ حدیث ہو گیا۔ الحمدللہ

اکہری تکبیر

(اگر اذان اکہری ہو تو اقامت بھی اکہری ہے) اکہری تکبیر کی حدیث صحیح بخاری میں ہے اور پوری دنیا میں تمام اہلِ حدیث اسے مانتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں۔

" عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: أُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَ أَنْ يُوتِرَ الْإِقَامَةَ، قَالَ إِسْمَاعِيلُ: فَذَكَرْتُ لِأَيُّوبَ فَقَالَ: إِلَّا الْإِقَامَةَ ." (سیدنا) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ (سیدنا) بلال (رضی اللہ عنہ) کو حکم دیا گیا کہ اذان کے کلمات دو دو مرتبہ کہیں اور تکبیر کے کلمات ایک ایک دفعہ کہیں سوائے " قد قامت الصلوٰۃ " کے۔ (صحیح بخاری: ۶۰۵)

جاؤ یہ حدیث بریلوی کے پاس لے جاؤ، دیو بندی کے پاس لے جاؤ، اسے کہو: اس پر عمل کر کے دکھاؤ، ایک دن ہی عمل کر لو۔ مولوی زہر کا پیالہ پی لے گا لیکن اکہری تکبیر والی حدیث پر عمل نہیں کرے گا۔ ساری دنیا کو چاہئے کہ میرے نبی ﷺ کی حدیث پر عمل کرے، لیکن آپ بطورِ حجت ان کے پاس یہ حدیث لے جائیں اور انھیں دکھائیں شاید حدیث پر عمل کر لیں، لیکن مولوی عمل نہیں کرتا۔ چلو مقتدی ہی کر لے۔ ﴿ وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴾ جب اللہ اور اس کا رسول فیصلہ کر دیں تو کسی مومن مرد اور عورت کو اپنی مرضی چلانے کا اختیار نہیں اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تو وہ واضح طور پر صریح گمراہی میں جا گرا۔ (الاحزاب: ۳۶)

پاؤں ملانا

صحیح بخاری میں نماز میں پاؤں سے پاؤں ملانے والی حدیث موجود ہے، لیکن (ہمارے علاقے میں) اہلِ حدیث کے علاوہ دوسرے لوگ اس کو ماننے کے لئے کوئی تیار نہیں۔

" عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :((أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي)) وَ كَانَ أَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ وَ قَدَمَهُ بِقَدَمِهِ . "

(سیدنا) انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: صفیں برابر کرلو۔ میں تمھیں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا رہتا ہوں اور ہم میں سے ہر شخص یہ کرتا کہ (صف میں) اپنا کندھا اپنے ساتھی کے کندھے سے اور اپنا قدم اس کے قدم سے ملا دیتا تھا۔ (صحیح بخاری: ۷۲۵)

لیکن اہلِ حدیث کے علاوہ (ہمارے علاقے میں) اس پر کوئی عمل نہیں کرتا۔

عام مولوی نبی پاک ﷺ کا معجزہ مانے گا۔ آپ ﷺ سامنے سے پیچھے بھی دیکھتے تھے، لیکن جس وجہ سے آپ ﷺ کا یہ معجزہ تھا اسے نہیں مانے گا۔ اس پر عمل نہیں کرے گا، پاؤں سے پاؤں نہیں ملائے گا۔

اذان کے بعد درود

صحیح مسلم میں اذان کے بعد درود پڑھنے کی حدیث موجود ہے، لیکن بریلوی مولوی اذان سے پہلے درود پڑھے گا اور بعد میں نہیں پڑھے گا۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم مؤذن کو سنو تو اسی طرح کہو جس طرح وہ کہتا ہے: ((ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ .)) پھر مجھ پر درود بھیجو۔ (صحیح مسلم: ۳۸۴)

صحیح بخاری میں موجود ہے: " عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ: اللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَ الصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَ الْفَضِيلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ ، حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ .)) " (سیدنا) جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اذان سن کر یہ کہے: ((اللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَ الصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَ الْفَضِيلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي

وَعَدتَّهُ .)) اسے قیامت کے دن میری شفاعت ملے گی۔ (صحیح بخاری:۶۱۴)

بعض مولویوں نے "وارزقنا شفاعته یوم القیامة" کے الفاظ اپنی طرف سے لگالئے ہیں، حالانکہ یہ الفاظ نبی پاک نے نہیں فرمائے۔

آمین کہنا

صحیح بخاری میں آمین بالجہر کی حدیث موجود ہے:

" عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : ((إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوْا فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِيْنُهُ تَأْمِيْنَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .)) وَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ : وَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ آمِيْن . " (سیدنا) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو، کیونکہ جس کی آمین ملائکہ کی آمین کے ساتھ مل جائے گی تو اس کے تمام گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

ابن شہاب نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ آمین (جہراً یعنی اونچی آواز سے) کہتے تھے۔

(صحیح بخاری:۷۸۵)

[تنبیہ: امام ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ سے دوسری روایت میں آیا ہے:

" کان رسول الله ﷺ إذا قال ولا الضالّین جهر بأمین ."

رسول اللہ ﷺ جب ولا الضالین کہتے تو جہر سے آمین کہتے۔

(کتاب السراج قلمی مصور ص ۳۵ ب وسندہ صحیح الی الزہری، فتح الباری ج ۲ ص ۲۶۴ ح ۷۸۰)

یہاں بریکٹوں کے درمیان اضافہ اس روایت سے لیا گیا ہے۔]

لیکن ہمارے علاقے میں اہلِ حدیث کے علاوہ کوئی عمل نہیں کرے گا۔

صحیح بخاری میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے امامت کروائی، انھوں نے نماز میں آمین کہی تو اُن کے مقتدیوں نے بھی آمین کہی جس سے مسجد میں (آمین کی) آوازیں بلند ہوئیں: "حَتّٰى أَنَّ لِلْمَسْجِدِ لَلَجَّة ."

صحیح بخاری میں یہ حدیث موجود ہے۔ ظالمو! کیوں نہیں اپنی قوم کو بتاتے؟ کیوں لوگوں سے چھپاتے ہو؟ اللہ تعالیٰ آمین کہنے سے پہلے تمام گناہ معاف کردیتا ہے۔

فاتحہ خلف الامام

صحیح بخاری میں سورۂ فاتحہ والی حدیث بھی موجود ہے:

" عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :((لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ .)) " (سیدنا) عبادہ بن الصامت (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے سورۂ فاتحہ نہ پڑھی، اس کی نماز نہیں ہوئی۔ (صحیح بخاری: ۷۵٦)

[اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو شخص نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھے تو اس کی نماز نہیں ہوتی، چاہے امام ہو یا مقتدی یا اکیلا ہو، مرد ہو یا عورت ہو، سفر میں ہو یا اپنے علاقے میں ہو، جو شخص نماز میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔]

یہ حدیث صحیح بخاری میں موجود ہے، لیکن ہمارے علاقے میں اہلِ حدیث کے علاوہ کوئی بھی نہیں مانتا۔

اہلِ حدیث کہتا ہے: کوئی بھی نماز فاتحہ کے بغیر نہیں ہوتی۔

سنن ابی داود وغیرہ کی ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب میں اونچی قراءت کروں تو فاتحہ کے علاوہ کچھ نہ پڑھا کرو۔

ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو کہتے ہیں: فاتحہ پڑھنے سے منہ میں آگ پڑتی ہے۔ استغفر اللہ

محبوب ﷺ تو فرماتے ہیں: فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

بہت ہی پیاری حدیث

صحیح بخاری میں ایک حدیث ہے، میں تو اسے بڑی مظلوم حدیث سمجھتا ہوں، کیونکہ اتنی پیاری حدیث ہے، لیکن ہمارے علاقے میں اس پر عمل اہلِ حدیث کے علاوہ کوئی نہیں

کرتا۔ وہ حدیث یہ ہے:

" عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ قَالَ: كُنَّا يَوْمًا نُصَلِّيْ وَرَاءَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ .))

قَالَ رَجُلٌ وَرَاءَهُ: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ .

فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((مَنِ الْمُتَكَلِّمُ؟)) قَالَ: أَنَا، قَالَ: ((رَأَيْتُ بِضْعَةً وَّ ثَلَاثِيْنَ مَلَكًا يَبْتَدِرُوْنَهَا أَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا أَوَّلُ .)) "

(سیدنا) رفاعہ بن رافع زرقی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے، انھوں نے کہا: ہم نبی ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے۔ ایک شخص نے پیچھے سے کہا: " رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ " آپ ﷺ نے نماز سے فارغ ہو کر دریافت فرمایا: کس نے یہ کلمات کہے ہیں؟ اس شخص نے جواب دیا کہ میں نے۔ اس پر آپ نے فرمایا: میں نے تیس سے زیادہ فرشتوں کو دیکھا کہ ان کلمات کو لکھنے میں وہ ایک دوسرے پر سبقت لے جانا چاہتے تھے۔ (صحیح بخاری: ۷۹۹)

اس حدیث سے ان کلمات کی زبردست فضیلت ثابت ہوئی۔ والحمد للہ

ہمارے علاقے میں کون ہے جو یہ کلمات پڑھتا ہے؟ اہلِ حدیث کے علاوہ یہ کلمات کوئی بھی نہیں پڑھتا۔ تقلید کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو فرشتوں کی دعاؤں سے محروم کر دیا ہے۔ مسنون فضیلت والے کلموں سے اللہ تعالیٰ نے انھیں محروم کر دیا ہے۔

افتتاحِ صلاۃ والی دعا

صحیح بخاری میں حدیث ہے:

" حَدَّثَنَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْكُتُ بَيْنَ التَّكْبِيْرِ وَ بَيْنَ الْقِرَاءَةِ إِسْكَاتَةً، قَالَ أَحْسِبُهُ قَالَ: هُنَيَّةً فَقُلْتُ: بِأَبِيْ وَ أُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِسْكَاتُكَ بَيْنَ التَّكْبِيْرِ وَ الْقِرَاءَةِ مَا تَقُوْلُ؟ قَالَ: أَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ

خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اللّٰهُمَّ نَقِّنِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ." (سیدنا) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے یوں کہا: یارسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ آپ اس تکبیر اور قراءت کے درمیان خاموشی میں کیا پڑھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں پڑھتا ہوں: اے اللہ! میرے اور میرے خطاؤں کے درمیان اتنی دوری کر جتنی مشرق اور مغرب میں ہے۔ اے اللہ! مجھے گناہوں سے اس طرح پاک کر جیسے سفید کپڑا میل سے پاک ہو جاتا ہے۔ اے اللہ! میرے گناہوں کو پانی، برف اور اولے سے دھو ڈال۔

(صحیح بخاری: ۷۴۴)

اس پر بھی ہمارے علاقے میں اہلِ حدیث کے علاوہ کوئی عمل نہیں کرتا۔

جائیے پورے علاقے میں چکر لگائیے۔ آپ کو اہلِ حدیث کے علاوہ کوئی بھی یہ دعا نہیں سنائے گا حتیٰ کہ مولوی بھی یہ دعا نہیں سنائے گا، کسی دیوبندی یا بریلوی نماز میں یہ دعا نہیں ملے گی۔ لیکن ہمارا بچہ بھی آپ کو سنائے گا۔ ہمارا بچہ جب نماز سیکھنا شروع کرتا ہے تو سب سے پہلے یہ دعا یاد کرتا ہے: اللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ ....

لیکن اہلِ حدیث کے علاوہ اس حدیث پر بھی عمل کوئی نہیں کرتا۔

تنبیہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر قسم کے گناہوں سے بالکل پاک ہیں، لہٰذا اس حدیث میں "خطاؤں" کا لفظ تواضع پر محمول ہے یا امت کی تعلیم فرمائی ہے۔ واللہ اعلم

آٹھ تراویح

صحیح بخاری میں آٹھ رکعت تراویح کی حدیث موجود ہے، لیکن اہلِ حدیث کے علاوہ نہ کوئی اسے مانتا ہے نہ کوئی عمل کرتا ہے۔

" عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا -: كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ رَمَضَانَ؟ فَقَالَتْ: مَا كَانَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ،

وَلَا فِيْ غَيْرِهَا عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً ، يُصَلِّيْ أَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَ طُوْلِهِنَّ ، ثُمَّ يُصَلِّيْ أَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَ طُوْلِهِنَّ ، ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا. فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوْتِرَ؟ قَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَ لَا يَنَامُ قَلْبِيْ .))"

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ انھوں نے (سیدہ) عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ (تراویح یا تہجد کی نماز) رمضان میں کتنی رکعتیں پڑھتے تھے؟ تو انھوں نے فرمایا:
رمضان ہو یا کوئی اور مہینہ آپ گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ آپ پہلی چار رکعت (دو دو کر کے) پڑھتے، تم ان کے حسن وخوبی اور طول کا حال نہ پوچھو، پھر چار رکعت (دو دو کر کے) پڑھتے، ان کے بھی حسن وخوبی اور طول کا حال نہ پوچھو، آخر میں تین رکعت (وتر) پڑھتے تھے۔ میں نے ایک بار پوچھا: یا رسول اللہ! کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں، لیکن میرا دل نہیں سوتا۔

(صحیح بخاری: ۱۱۴۸)

مختارِ کل کون؟؟

صحیح بخاری میں حدیث ہے آپ ﷺ نے اپنی بیٹی سے کہا: اے میری بیٹی فاطمہ! میرے مال میں سے مانگ لے، لیکن قیامت کے دن میں تیرے کام نہیں آؤں گا۔

"عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ﴾ قَالَ: ((يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا، اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ ، لَا أُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ، يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ! لَا أُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا، يَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! لَا أُغْنِيْ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ، وَ يَا صَفِيَّةُ! عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَا أُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ، وَ يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ! سَلِيْنِيْ مَا شِئْتِ مِنْ مَالِيْ لَا أُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا .))"

(سیدنا) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جب (سورۂ شعراء کی) یہ آیت اللہ تعالیٰ نے اتاری اور اپنے نزدیکی رشتہ داروں کو عذاب سے ڈرانے کا حکم دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے قریش کے لوگو! تم لوگ اپنی اپنی جانوں کو (نیک اعمال کے ذریعے سے) مول لے لو (بچالو) میں اللہ کے سامنے تمھارے کچھ کام نہیں آوٴں گا (یعنی اس کی مرضی کے خلاف میں کچھ نہیں کر سکتا) اے عبد مناف کے بیٹو! میں اللہ کے سامنے تمھارے کچھ کام نہیں آوٴں گا، اے عباس بن عبدالمطلب کے بیٹو! میں اللہ کے سامنے کچھ کام نہیں آوٴں گا۔ اے صفیہ میری پھوپھی! اللہ کے سامنے تمھارے کچھ کام نہیں آوٴں گا۔ اے فاطمہ میری بیٹی! تو چاہے میرا مال مانگ لے لیکن اللہ کے سامنے تیرے کچھ کام نہیں آوٴں گا۔ (صحیح بخاری: ۲۷۵۳)

اللہ کے علاوہ کوئی مشکل کشا نہیں۔ حاجت روا نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ احد میں مشرکین کے خلاف بددعا کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک میں خود کی کڑیاں دھنس گئی تھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت ٹوٹ گئے۔ خون سے سر بہتا جا رہا تھا، رکتا ہی نہیں تھا۔

سیدہ فاطمہ نے بوریا جلا کر اس کی راکھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں پر لگائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوْا نَبِيَّهُمْ وَ كَسَرُوا رَبَاعِيَتَهُ .))

وہ قوم کس طرح فلاح پائے گی جنھوں نے اپنے نبی کو زخمی کیا اور ان کے دانت توڑ دیئے۔

(صحیح مسلم: ۱۷۹۱)

اللہ تعالیٰ نے آیت اتاردی: ﴿ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴾ تیرا اختیار کچھ نہیں یا اللہ تعالیٰ انھیں توبہ کی توفیق دے یا انھیں عذاب دے کہ وہ ناحق پر ہیں۔ (ال عمران: ۱۲۸)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: محبوب! آپ کے اختیار میں نہیں۔ اختیار میرے پاس ہے ان میں سے کئی لوگوں نے مسلمان ہونا ہے تجھے پتا نہیں مجھے پتا ہے۔ سیدنا خالد بن ولید، عمرو بن عاص، ابو سفیان رضی اللہ عنہم سب اُحد کے بعد مسلمان ہوئے۔

آقا علیہ السلام تو ان کے خلاف بددعا فرما رہے تھے، لیکن اللہ نے منع کر دیا۔

مسلک پر یقین

مسلکِ اہلِ حدیث اللہ کی نشانی ہے، دنیا میں کوئی مسلک والا سینے پر ہاتھ مار کر یہ نہیں کہہ سکتا کہ میرے مسلک کا کوئی مسئلہ حدیث کے خلاف نہیں، لیکن اہلِ حدیث سینے پر ہاتھ مار کر کہتا ہے: میرے مسلک کا کوئی بھی مسئلہ حدیث کے خلاف نہیں۔ اگر مجھے کہو تو میں قرآن سر پر رکھ کر کہہ سکتا ہوں میرے مسلک کا کوئی مسئلہ حدیث کے خلاف نہیں۔ میرے مسلک کا کوئی عقیدہ، کوئی عمل، کوئی دعوت ایسی نہیں جو اللہ کے قرآن اور مصطفیٰ ﷺ کے فرمان کے خلاف ہو۔ لایئے چوک میں کھڑا ہو کر قرآن سر پر اٹھا کر میں یہ بات کہہ سکتا ہوں: ﴿وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا﴾ جب اللہ اور اس کا رسول فیصلہ کر دیں تو کسی مومن مرد اور عورت کو اپنی مرضی چلانے کا اختیار نہیں اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تو وہ واضح طور پر صریح گمراہی میں جا گرا۔ (الاحزاب:۳۶) [ختم شد]

مولانا محمد ارشد کمال

ماہِ صفر واقعات وحوادث کے آئینے میں

واقعات	سن ہجری	سن عیسوی
واقعۂ بئر معونہ	۴ھ	جولائی ۶۲۵ء
سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	۸ھ	جون ۶۲۹ء
سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	۸ھ	جون ۶۲۹ء
فتح مدائن	۱۶ھ	مارچ ۶۳۷ء
جنگِ صفین	۳۷ھ	جولائی ۶۵۷ء
وفات سلطان صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ	۵۸۹ھ	مارچ ۱۱۹۳ء

(اسلامی مہینے اور ان کا تعارف ص ۹۱-۹۴ مختصراً)

ابوعبداللہ شعیب محمد (سیالکوٹ)

نواب وحیدالزمان حیدرآبادی نقشبندی، ایک تحقیقی جائزہ

نواب وحیدالزمان حیدرآبادی، برصغیر پاک و ہند کے مذہبی و علمی حلقوں میں کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ موصوف کتب احادیث کے اردو تراجم و دیگر کئی کتابوں کی تالیف و تصنیف کے حوالے سے کافی مشہور و معروف ہیں مگر ان علمی کارناموں کے ساتھ ساتھ نواب وحیدالزماں کا مسلک برصغیر پاک و ہند کے تمام مذہبی مکاتب فکر کے درمیان کافی متنازعہ ہے۔ کوئی انہیں حنفی قرار دیتا ہے تو کوئی غیر مقلد اور کوئی ان کو شیعہ سمجھتا ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ موصوف کی زندگی میں یہ تینوں ادوار ملتے ہیں: پہلے وہ حنفی تھے، پھر انہوں نے حنفیت کو خیرباد کہہ کر ایک نیم غیر مقلد کے طور پر مشہور ہونے کی کوشش کی اور پھر غیر مقلدیت کو بھی چھوڑ دیا اور اہل تشیع کے ان عقائد و نظریات کو اختیار کر لیا جن کا براہِ راست ٹکراؤ کتاب و سنت سے ثابت شدہ عقائد و نظریات سے ہوتا ہے۔

اس حقیقت کے تحت اصولی طور پر تو نواب وحیدالزماں کو کسی بھی مسلک کی مستند و معتمد شخصیت کے طور پر پیش کرنا یا ان کی آراء و اقوال کو کسی بھی مسلک کے نظریات و مسائل کے طور پر پیش کرنا درست نہیں۔ اس کے باوجود اہل حدیث کے خلاف مقلدینِ دیوبند و بریلی، نواب وحیدالزماں کو ایک معتبر و مستند اہل حدیث عالم کے طور پر پیش کرتے ہیں اور ان کے شاذ و خلافِ کتاب و سنت اقوال و مسائل کو اہل حدیث کا مسلک بنا کر پیش کرتے ہیں جو کہ اصولی طور پر سخت ناانصافی اور ظلم ہے، کیونکہ ہر دور میں اہل حدیث علماء ان کی کتب اور عقائد سے براءت و بیزاری کا اظہار کرتے رہے ہیں۔

اس سلسلے میں وحیدالزماں حیدرآبادی کا ایک مختصر اور جامع تعارف ایک تحقیقی مضمون کی شکل میں پیش خدمت ہے تاکہ متلاشیان حق کے روبرو حق بات بے غبار ہو کر سامنے آجائے اور مخالفین پر حجت تمام ہو جائے۔ ان شاء اللہ

نواب وحید الزماں کا مسلک

نواب وحید الزماں کے ''حنفی'' سوانح نگار محمد عبدالحلیم چشتی (دیوبندی) نے لکھا ہے:

''مولوی وحید الزماں کا خاندان چونکہ حنفی تھا اس لئے اوائل عمر میں آپ کو حنفی مسلک سے بڑا شغف رہا۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ مسیح الزماںؒ کے ایماء سے جس کتاب کا پہلے ترجمہ کیا وہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب شرح الوقایہ تھی.... اس کی اردو میں نہایت مبسوط شرح لکھی جس میں غیر مقلدین کے تمام اعتراضات کا تار و پود بکھیرا اور مسلکِ احناف کو نہایت محکم دلائل سے ثابت کیا ہے۔'' (حیاتِ وحید الزماں ص۲۰۳ طبع جدید کراچی)

عبدالحلیم چشتی ایک اور جگہ لکھتے ہیں: ''شرح الوقایہ کی یہ شرح غیر مقلدین کی اس شورش کی وجہ سے کی تھی.... کہ احناف کے تمام مسائل قیاس پر مبنی اور احادیث صحیحہ کیخلاف ہیں، اس کتاب میں اہلحدیث کے انہی اعتراضات کا ایک ایک کر کے تار و پود بکھیرا اور نہایت مدلل جوابات دیئے ہیں۔'' (حیاتِ وحید الزماں ص۲۳۲)

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نواب وحید الزماں کا تعلق ایک حنفی خاندان سے تھا اور نواب صاحب خود بھی پکے اور متعصب حنفی تھے اور حنفی مسلک پر اہل حدیث کی جانب سے کئے جانے والے اعتراضات کا جواب دیا کرتے تھے۔

نواب وحید الزماں کے غیر مقلد ہو جانے کے بارے میں عبدالحلیم چشتی نے لکھا ہے:

''مگر بعد میں آپ کے برادر بزرگ مولوی بدیع الزماں کی صحبت اور حدیث کی کتابوں کے ترجمہ کی وجہ سے غیر مقلد بن گئے تھے۔''

اس کے بعد محمد حسن لکھنوی کے حوالے سے عبدالحلیم چشتی نے لکھا ہے:

''اوائل عمر میں آپ مقلد تھے اور مقلد بھی انتہائی متعصب چنانچہ ترجمہ شرح وقایہ دیکھنے سے صاف یہ امر معلوم ہوتا ہے لیکن جوں جوں تحقیق آپ کی بڑھتی گئی تقلید کا مادہ گھٹتا گیا اور اب آپ سچے متبع کتاب و سنت ہیں۔'' (حیاتِ وحید الزماں ص۲۰۳)

ایک متعصب حنفی مقلد ہونے کے بعد جوں جوں تحقیق کی، نواب وحید الزماں تقلید سے دستبردار ہوتے گئے۔ مگر نواب صاحب کا یہ دورِ عدم تقلید بھی اہل حدیث کے ساتھ موافقت میں نہیں گزرا بلکہ اہل حدیث کے ساتھ تب بھی اختلاف تھا اور مخاصمت قائم تھی۔ اسی لئے نواب صاحب کے دیوبندی سوانح نگار کو اس دور کے متعلق بھی لکھنا پڑا:

''مولوی صاحب کے مزاج میں ایک نوع کا تلون اور انتہائی پسندی بھی تھی جس کی وجہ سے بعض مسائل میں جمہور اہل حدیث سے بھی آپ کا اختلاف رہا۔'' (حیاتِ وحید الزماں ص ۲۰۴)

مزاج کے اسی تلون اور انتہاء پسندی کا ہی نتیجہ تھا کہ نواب وحید الزماں عدم تقلید کے باوجود اہل حدیث سے بھی بیزار ہی رہے بلکہ ان کے خلاف اپنے شدید منفی خیالات کا اظہار کرتے رہے، چنانچہ عبدالحلیم چشتی نے لکھا ہے:

''اسی مخالفت کا یہ نتیجہ تھا کہ پھر موصوف نے اہل حدیث کی گروہ بندی پر جا بجا نہایت سختی سے نکتہ چینی کی ہے۔'' (حیاتِ وحید الزماں ص ۲۰۵)

عبدالحلیم چشتی دیوبندی نے نواب وحید الزماں کی اہل حدیث سے مخالفت اور بیزاری کو خود موصوف کے حوالے سے جا بجا بیان کر رکھا ہے۔ اس دوران میں نواب صاحب اپنے مزاج کے تلون کے عین مطابق اہل تشیع کے غلو آمیز اور متصادم اسلام عقائد و نظریات سے متاثر ہو گئے۔ علمائے اہل حدیث بھی نواب وحید الزماں سے بد دل ہو گئے اور اہل حدیث میں نواب صاحب کی مخالفت عام ہو گئی، نواب وحید الزماں اور اہل حدیث کے درمیان مکمل ہم آہنگی سے پہلے ہی اختلافات کی وسیع خلیج حائل ہو گئی، جس کی تفصیل ان شاء اللہ با دلائل آگے آ رہی ہے۔

وحید الزماں کے سوانح نگار عبدالحلیم چشتی نے لکھا ہے: ''افسوس! حیدر آباد میں امراء کی صحبت، دراسات اللبیب فی اسوۃ الحسنۃ بالحبیب مؤلفہ ملا معین ٹھٹھوی (المتوفی ۱۱۶۱ھ) اور شیخ طویحی کی مجمع البحرین کے مطالعہ نے اخیر عمر میں اہل بیت سے محبت غلو کے درجہ تک پہنچا دی تھی اور تفضیلی قسم کے تسنن کا رنگ ''غالب آ گیا تھا'' (حیاتِ وحید الزماں ص ۲۰۷)

نواب وحید الزماں پر اہل تشیع کا یہ رنگ اس قدر غالب آیا کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تعریف وتوصیف کرنا بھی ان کے نزدیک نبی ﷺ سے محبت رکھنے والے ایک سچے مسلمان کی شان کے خلاف ٹھہرا۔ دیکھئے حیاتِ وحید الزماں (ص ۲۱۸)

شیعہ کی طرح نواب وحید الزماں محرم کو مستقل غم اور ماتم کا مہینہ سمجھتے تھے۔

(دیکھئے حیات وحید الزماں ص ۲۲۴)

نواب وحید الزماں کے سوانح نگار عبدالحلیم چشتی کو لکھنا پڑا کہ ''یہ کہنا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت سے یہ مہینہ غم کا بن گیا اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے اس ماہ میں غم واندوہ کا اظہار صرف ایران اور اسی کے اثر سے ہندوستان، عراق اور نجف میں ہوتا ہے دیارِ عرب میں کہیں اس کا رواج نہیں یہ سب تشیع کے اثرات ہیں۔''

(حیاتِ وحید الزماں ص ۲۲۴)

صوفی وحید الزمان نقشبندی

مسلکی اعتبار سے نواب وحید الزماں کا سفر حنفیت سے شروع ہو کر عدم تقلید اور پھر شیعیت کی جانب کس طرح گامزن ہو گیا، اس کا مختصر تذکرہ تو گذر چکا ہے مگر اس سلسلے میں ایک اہم بات یہ بھی یاد رکھنی چاہئے کہ نواب صاحب، مشہور صوفی بزرگ فضل الرحمان گنج مرادآبادی کے ہاتھ پر سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت بھی تھے۔ نواب صاحب کا مسلک کچھ سے کچھ کیوں نہ ہو گیا مگر یہ نقشبندیت اور فضل الرحمان گنج مرادآبادی کی عقیدت تاحیات باقی رہی۔

چنانچہ نواب وحید الزماں کے بارے میں عبدالحلیم چشتی لکھتے ہیں: ''موصوف نے مولوی فضل رحمان گنج مرادآبادیؒ سے بیعت کا ذکر بڑے والہانہ انداز میں کیا ہے.... مولوی فضل رحمان گنج مرادآبادیؒ نے موصوف کو سلسلہ نقشبندیہ میں بھی داخل کر لیا تھا....

مولوی فضل رحمان گنج مرادآبادیؒ سے مولوی وحید الزماںؒ کو بڑی عقیدت تھی، زندگی

میں بڑے بڑے انقلابات ہوئے مگر حیرت ہے مولوی گنج مرادآبادی سے روزِ اول سے جیسی عقیدت ہوئی تادمِ مرگ ویسی ہی قائم رہی۔'' (حیاتِ وحید الزماں ص ۸۸)

اہلِ حدیث پر اعتراضات اور نکتہ چینی کرنے والے تفضیلی شیعہ نواب وحید الزماں کے حوالے اہلِ حدیث کا مسلک بنا کر پیش کرنے والوں سے عرض ہے کہ نواب موصوف کی تاعمر قائم نقشبندیت اور ''حنفی'' صوفی ''بزرگ'' فضل الرحمان گنج مرادآبادی کی عقیدت کو ضرور مدِنظر رکھیں۔

نواب وحید الزماں کا شیعہ ہونا، مخالفین وغیر اہلِ حدیث کی گواہی

نواب وحید الزماں حنفیت کے بعد غیر مقلدیت کو بھی چھوڑ کر اپنی آخری عمر میں تفضیلی قسم کے شیعہ ہوگئے تھے۔ یہ بات اتنی واضح اور روشن ہے کہ اہلِ حدیث کے مخالفین کو بھی اس بات کے مانے بغیر چارہ نہیں۔

۱) نواب وحید الزماں کے سوانح نگار عبدالحلیم چشتی کی گواہی اس سلسلے میں اوپر گزر چکی ہے۔ ان عبدالحلیم چشتی صاحب کے متعلق محمود عالم صفدر اوکاڑوی دیوبندی نے لکھا ہے:

''امام المحدثین جامع العلوم العقلیہ والنقلیہ محدث عظیم صاحب التحقیق والتصنیف حضرت اقدس مولانا الشیخ عبدالحلیم چشتی'' (قطرات العطر شرح اردو شرح نخبۃ الفکر ص ۲۷)

۲) نواب وحید الزماں کے بارے میں ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے لکھا ہے:

''غیر مقلد ہونے کے بعد شیعیت کی طرف خاصے مائل ہوگئے۔ آپ کی کتاب ہدیۃ المہدی۔ آپ کے انہی خیالات کی ترجمان ہے .... آپ فخر الدین الطویحی شیعی (۱۰۸۵ھ) کی کتاب مطلع نیرین اور مجمع البحرین سے خاصے متاثر تھے۔ وحید اللغات کی اس قسم کی عبارات انہی خیالات کی تائید کرتی ہیں۔'' (آثار الحدیث ج ۲ ص ۳۹۷۔۳۹۸)

۳) نواب وحید الزماں کے متعلق محمد نافع دیوبندی نے لکھا:

''جو شخص پہلے سُنی حنفی ہو، پھر کچھ مدت کے بعد تقلید سے آزاد ہو کر غیر مقلد ہو جائے اور پھر

اس پر بھی اکتفا نہ کرے بلکہ شیعہ نظریات کو اختیار کر لے تو ایسے متلون مزاج بزرگ کے بیانات پر کیا اعتماد کیا جا سکتا ہے؟'' (بناتِ اربعہ ص ۴۴۲)

محمد نافع کے بارے میں محمود عالم صفدر اوکاڑوی دیوبندی نے لکھا ہے: ''رئیس المحققین عمدۃ المحدثین جامع المعقولات والمنقولات استاذ العلماء حضرت اقدس مولانا الشیخ محمد نافع....'' (قطرات العطر شرح اردو شرح نخبۃ الفکر ص ۲۵)

۴) معروف دیوبندی عالم ضیاء الرحمٰن فاروقی کی مشہور کتاب ''تاریخی دستاویز'' کے جواب میں شیعہ کی جانب سے کتاب ''تحقیقی دستاویز'' لکھی گئی۔ اس کے رَدّ اور جواب میں دیوبندی مکتبہ فکر کی جانب سے ''حقیقی دستاویز'' نامی کتاب منظرِ عام پر آئی۔ اس کتاب میں کئی جگہ پر نواب وحید الزماں کے مسلک کے متعلق روشنی ڈالی گئی ہے۔ ملاحظہ کریں:

''ہدیۃ المہدی وغیرہ.... جس کا لکھاری تقیہ باز شیعہ ہے۔'' (حقیقی دستاویز ص ۱۴)

''وحید الزماں جو غیر مقلد تھا بالآخر شیعہ ہو مرا تھا۔'' (حقیقی دستاویز ص ۵۹۵)

''ابوداؤد کا مترجم اور فوائد لکھنے والا وہی نواب وحید الزمان ہے جس کا رفض ابلتی ہنڈیا کی طرح جوش لے رہا ہے۔'' (حقیقی دستاویز ص ۶۳۲)

۵) دیوبندیوں کے ''وکیلِ اہلسنت پاسبانِ صحابہ'' حافظ مہر محمد میانوالوی دیوبندی نے لکھا:

''آخری عمر میں علامہ وحید الزمان تفضیلی شیعہ ہو گئے تھے ان کا قول حجت نہیں ہے۔''

(شیعہ کے ہزار سوال کا جواب ص ۴۰۱)

دیوبندیوں کے رئیس المحققین و عمدۃ المحدثین محمد نافع کے حوالے سے مہر محمد میانوالوی دیوبندی نے مزید لکھا: ''اسی دور میں انہوں نے انوار اللغۃ ملقب بہ وحید اللغات مرتب کی اس میں متعدد مقامات پر انہوں نے اپنے ان شیعی خیالات کا اظہار کیا ہے...(تفصیلی عبارات بناتِ اربعہ.... ملاحظہ فرمائیں جو اس کی شیعیت کا برملا اقرار ہیں۔)''

(شیعہ کے ہزار سوال کا جواب ص ۴۰۱)

۶) غلام حسن قادری بریلوی (''مفتی'' دارالعلوم حزب الاحناف لاہور) نے نواب وحید الزمان

کے بارے میں لکھا: ''موصوف آخری عمر میں شیعہ ہو گئے تھے۔'' (مسئلہ توحید و شرک ص ۲۹)

ان تمام غیر اہل حدیث ومخالفینِ اہل حدیث کی گواہیوں سے یہ بات کس قدر واضح ہے کہ نواب وحید الزماں غیر مقلدیت کو بھی ترک کر کے شیعہ ہو گئے تھے۔ ان تمام گواہیوں کے باوجود نواب وحید الزماں کی عبارات و کتب کو اہل حدیث کا مسلک بنا کر پیش کرنا انتہاء درجے کا ظلم اور ناانصافی ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ مخالفینِ اہل حدیث ظلم اور ناانصافی کے اسی راستے پر گامزن ہیں۔

اگر کہا جائے کہ اہل حدیث پر نواب وحید الزماں کے حوالے اس لیے پیش کیے جاتے ہیں کہ موصوف پہلے غیر مقلد تھے تو عرض ہے کہ پھر تو نواب وحید الزماں کے حوالے ''احناف'' پر پیش کیے جانے چاہئیں کہ نواب صاحب پہلے ''کٹر حنفی'' تھے۔ اگر کہا جائے نہیں بعد میں تو غیر مقلد ہو گئے تھے تو عرض ہے کہ بعد میں تو شیعہ بھی ہو گئے تھے۔ ہر دو صورت میں اہل حدیث پر نواب وحید الزماں کی عبارات ہرگز پیش نہیں کی جا سکتیں۔ اللہ انصاف سے کام لینے کی توفیق دے، آمین۔

وحید الزماں سے اہل حدیث کی بیزاری ومخالفت

گزشتہ سطور میں نواب وحید الزماں کے مسلک کے حوالے سے یہ بات تفصیل سے بیان کی جا چکی ہے کہ نواب صاحب حنفی سے نیم غیر مقلد اور پھر آخری عمر میں تفضیلی شیعہ ہو گئے تھے جس کو مخالفین بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اہل حدیث علماء وعوام، نواب صاحب کا شیعیت کی جانب جھکتا رجحان دیکھ کر ان سے بددل اور بداعتقاد ہو گئے۔ نواب صاحب کی زندگی میں ہی اہل حدیث نے ان کی مخالفت شروع کر دی تھی۔

۱) نواب وحید الزماں نے خود اس مخالفت کے بارے میں لکھا:

''مجھ کو میرے ایک دوست نے لکھا ہے کہ جب سے تم نے کتاب ہدیۃ المہدی تالیف کی ہے تو اہل حدیث کا ایک بڑا گروہ جیسے مولوی شمس الحق عظیم آبادی اور مولوی محمد حسین

صاحب لاہوری اور مولوی عبداللہ صاحب غازی پوری اور مولوی فقیر اللہ صاحب پنجابی اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری وغیرہم تم سے بددل ہو گئے ہیں اور عامۂ اہل حدیث کا اعتقاد تم سے جاتا رہا۔'' (حیاتِ وحید الزماں ص ۲۰۵)

ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے بھی اس عبارت کو پیش کر رکھا ہے۔

دیکھئے آثار الحدیث (ج ۲ ص ۳۹۸)

نیز ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے لکھا ہے:

''آپ کے دور میں مولوی شمس الحق عظیم آبادی، مولوی محمد حسین بٹالوی، مولوی عبداللہ غازی پوری، مولوی فقیر اللہ پنجابی غیر مقلدین کی نمایاں شخصیتیں تھے۔ مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری بھی خاصے معروف ہو چکے تھے۔'' (آثار الحدیث ج ۲ ص ۳۹۷)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ نواب وحید الزماں کی زندگی میں ہی جب ان کے شیعیت سے متاثرہ نظریات ان کی کتاب ''ہدیۃ المھدی'' کی صورت میں سامنے آئے تو تمام نمایاں اور بڑے اہل حدیث علماء نے نیز اہل حدیث عوام نے ان سے بددلی اور بداعتقادی ظاہر کر دی تھی۔ بعد میں آنے والے اہل حدیث علماء نے بھی نواب وحید الزماں کے نظریات پر شدید تنقید کر رکھی ہے، ان کے اہل حدیث ہونے کا انکار کیا ہے اور ان سے براءت و بیزاری کا اعلانیہ اظہار کر رکھا ہے۔

۲) مشہور اہلِ حدیث عالم سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ، نواب وحید الزماں اور ان کی کتب کے متعلق لکھتے ہیں:

''نزل الابرار ہدیۃ المھدی کا اختصار ہے بلکہ بعینہ وہی کتاب مع حذف دلائل ہے جس سے جماعت اہل حدیث نے بیزاری کا اعلان کیا ہے۔ اس کتاب کی وجہ سے جو اہلحدیثوں کو توقع تھی کہ نواب صاحب اہل حدیث ہو جائیں گے، ختم ہو گئی تھی۔۔۔ نواب صاحب نہ غیر مقلد تھے اور نہ اہل حدیث تھے بلکہ اہل حدیثوں پر حملے کرتے رہے اس لئے ان کی کتابوں کو اہل حدیث کی کتابیں کہنا بہت بڑا سنگین جرم ہے۔'' (مروجہ فقہ کی حقیقت ص ۱۱۳)

۳) معروف اہل حدیث عالم مولانا محمد یحییٰ گوندلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''علامہ وحید الزماں کے بارے میں حقائق کا انکشاف ضروری تھا۔ صحیح یہی ہے کہ علامہ صاحب کسی بھی دور میں پختہ کار اہل حدیث نہیں ہوئے تھے بلکہ وہی تصوفانہ میلان کا غلبہ تھا۔ ان کے عقائد وشذوذ سب ماتریدیوں یا پھر رافضہ کے ہیں۔ علی منہج السلف نہیں تھے۔''

(اہل حدیث پر کچھ مزید کرم فرمائیاں ص ۱۳)

۴) نواب وحید الزماں کی عبارات پیش کر کے حافظ عمر فاروق قدوسی نے لکھا ہے:

''یہ اقتباس غور سے پڑھئے۔ اس کا ایک ایک لفظ پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اس کے لکھنے والا اور کچھ بھی ہوسکتا ہے، اہل حدیث نہیں۔'' (اہل حدیث پر کچھ مزید کرم فرمائیاں ص ۱۶۹)

محترم حافظ عمر فاروق قدوسی حفظہ اللہ نے وحید الزماں کے باطل عقائد ونظریات اور اہل حدیث علماء وعوام سے ان کی بھرپور مخالفت پر سیر حاصل مدلل بحث کر رکھی ہے۔

دیکھئے اہل حدیث پر کچھ مزید کرم فرمائیاں (ص ۱۶۵ تا ۱۸۳)

۵) نامور اہل حدیث عالم ومحقق حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

''وحید الزماں پہلے غالی مقلد، پھر نیم اہل سنت اور آخری عمر میں تفضیلی قسم کا شیعہ بن گیا تھا۔ وہ اہل حدیث کے نزدیک سخت ضعیف اور متروک الحدیث انسان ہے۔''

(فتاویٰ علمیہ ج ۲ ص ۴۲۸)

مزید لکھتے ہیں: ''مختصر یہ کہ وحید الزماں متروک الحدیث ہے اور اہل حدیث اس کے اقوال اور کتابوں سے بری ہیں۔'' (فتاویٰ علمیہ ج ۲ ص ۴۲۹)

مخالفین وغیر اہلِ حدیث کی گواہی

اہلِ حدیث علماء نے نواب وحید الزماں پر جو شدید جرح وتنقید کر رکھی ہے اس کو باحوالہ پیش کیا جاچکا ہے۔ اب اس سلسلے میں غیر اہل حدیث ومخالفین اہل حدیث کی گواہیاں پیش خدمت ہیں کہ یہ بات ان کے نزدیک بھی تسلیم شدہ ہے کہ اہل حدیث نواب وحید

الزماں سے ناراض و ناخوش اور ان کے مخالف و ناقد بلکہ انھیں شیعہ قرار دے کر ان سے پُرزور بیزاری کا اظہار کرنے والے ہیں۔

۱) نواب وحیدالزماں کو جماعت اہل حدیث کا ہی عالم سمجھنے کے باوجود صائم چشتی بریلوی رضا خانی نے لکھا ہے:

''علامہ وحید الزمان اہل علم کے نزدیک محتاج تعارف نہیں...ان کی جماعت کے اکثر لوگ ان سے پوری طرح خوش نظر نہیں آتے....مولانا وحیدالزماں سے وہابیوں کی ناراضگی....''

(ہدیۃ المہدی، مترجم صائم چشتی بریلوی ص ۱۲)

۲) دیوبندیوں کے ''امام المحدثین'' عبدالحلیم چشتی نے لکھا ہے:

''آپ کی تالیفات میں سے بس یہی ایک کتاب (ہدیۃ المہدی) ایسی ہے کہ جب چھپ کر منظر عام پر آئی تو طبقہ اہل حدیث میں وہ شورش ہوئی کہ تمام لوگ آپ کے مخالف ہو گئے....'' (حیات وحید الزماں ص ۷۷)

۳) دیوبندیوں کے یہی ''عظیم محدث'' عبدالحلیم چشتی لکھتے ہیں:

''جب آپ نے ''ہدیۃ المہدی'' تالیف کی، تو اہل حدیث میں مخالفت کی ایک عام لہر دوڑ گئی تھی۔'' (حیات وحیدالزماں ص ۲۰۴)

٤) دیوبندی مکتبہ فکر کی جانب سے شیعہ کے جواب میں لکھی جانے والی کتاب ''حقیقی دستاویز'' میں لکھا گیا:

''بہر حال یہ حقیقت ہے کہ نواب صاحب شیعہ ہوگئے تھے ان کے اپنے گروپ کا بھی یہی کہنا ہے...اپنے بھائی کی صحبت نے نواب صاحب کو غیر مقلد بنا تو دیا مگر علمائے اہل حدیث ان کی چابک دستیوں کی وجہ سے ان سے سخت ناراض رہے....اکابر علمائے اہل حدیث نے ان سے پرزور بے زاری کا اظہار کیا۔''

(حقیقی دستاویز ص ۹۷)

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

شبہات اور ان کے جوابات

وحید الزماں کے مسلک اور اہل حدیث کی اس سے بیزاری و براءت پر تفصیل سے بحث پیچھے گزر چکی ہے۔ مگر اہل حدیث کے مخالفین محض ضد اور تعصب کی بنا پر چند شبہات کے سہارے وحید الزماں کی عبارات و کتب کو اہل حدیث کا مسلک ثابت کرنے کی ناکام جدوجہد میں مشغول رہتے ہیں۔ چنانچہ ان شبہات کے جوابات بھی پیشِ خدمت ہیں۔

پہلا شبہ: مخالفین اہل حدیث سب سے پہلے تو نواب وحید الزماں کے وہ تراجم پیش کرتے ہیں جو انہوں نے کتب احادیث کے کر رکھے ہیں اور اہل حدیث کتب خانے ان کو چھاپ رہے ہیں۔ نیز ان تراجم کی اہل حدیث حلقوں میں پسندیدگی کو بھی مخالفین کی جانب سے پیش کیا جاتا ہے۔

الجواب:

۱) دیوبندیوں کے ''شیخ الاسلام'' شبیر احمد عثمانی کے داماد محمد یحییٰ صدیقی دیوبندی نے لکھا: ''چنانچہ طے ہوا کہ مولانا وحید الزماںؒ کا ترجمہ دوسرے کالم میں دیا جائے۔ اس ترجمہ میں میرا مشورہ بھی شامل ہے کیونکہ خود علامہ عثمانیؒ کو یہ ترجمہ پسند تھا۔''

(فضل الباری ج ا ص ۲۳)

۲) پیر مشتاق علی شاہ دیوبندی نے لکھا: ''بخاری شریف مترجم مولانا عبدالرزاق فاضل دیوبند۔ یہ ترجمہ ٦ جلدوں میں لاہور سے علامہ وحید الزمان کی شرح کے ساتھ شائع ہو چکا ہے۔'' (علمائے اہل سنت کی تصنیفی خدمات کی ایک جھلک ص ۲۲)

۳) دیوبندیوں کے امام المحدثین عبدالحلیم چشتی دیوبندی نے لکھا: ''متاخرین علمائے حدیث میں مولوی وحید الزماں رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کی ایک نئے رنگ سے خدمت کی اور اردو زبان میں حدیث کی ایک نہایت جامع اور مبسوط لغت تیار کی جو اپنی مثال آپ ہے۔ آئندہ اوراق میں اسی عظیم شخصیت کے سوانح حیات اور علمی و عملی کارناموں سے

روشناس کرایا گیا ہے۔'' (حیاتِ وحید الزماں ص ۵۹)

۴) دیوبندی ناشرین مثلاً مکتبہ رحمانیہ لاہور نے بھی وحید الزمان کے ترجمے شائع کئے ہیں۔

کیا خیال ہے کہ اگر دیوبندی حضرات پر وحید الزماں کی عبارات اور کتابیں ان کا مسلک بنا کر پیش کر دی جائیں کہ انہوں نے وحید الزماں کی خدمتِ حدیث اور ترجمہ ولغت کو شاندار الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا ہے نیز وحید الزماں کے ترجمہ وشرح کو شائع کر رکھا ہے۔ اگر یہ استدلال درست نہیں تو اسی بنیاد پر وحید الزماں کی عبارات اہل حدیث کا مسلک بنا کر پیش کرنے والوں کو بھی کچھ شرم کرنی چاہئے۔

بریلوی حضرات کی خدمت میں بھی عرض ہے کہ ان کے ''اعلیٰ حضرت'' بریلوی نے ''تذکرۂ غوثیہ'' نامی کتاب کو ضلالتوں، گمراہیوں بلکہ صریح کفر کی باتوں پر مشتمل قرار دے رکھا ہے۔ دیکھئے فتاویٰ رضویہ (ج ۱۵ ص ۲۷۹)

۱: مگر اس گمراہ کن کتاب کو کئی بریلوی ادارے مسلسل شائع کر رہے ہیں۔

۲: بریلویوں کے ''پیر وشیر ربانی'' میاں شیر محمد شرقپوری کی ''پسند فرمودہ'' کتب میں یہ کتاب ''تذکرہ غوثیہ'' بھی شامل ہے۔

دیکھئے تذکرہ حضرت شیر ربانی شرقپوری اور انکے خلفاء (ص ۲۳)

کتاب ''تذکرہ حضرت شیر ربانی شرقپوری اور انکے خلفاء'' پر آستانہ شرقپور کے سجادہ نشین صاحبزادہ محمد ابوبکر شرقپوری کی تقریظ موجود ہے۔ (دیکھئے ص ۳۱)

نیز کتاب کا مصنف محمد یٰسین قصوری نقشبندی مشہور بریلوی علماء مفتی عبدالقیوم ہزاروی اور عبدالحکیم شرف قادری کا شاگرد ہے۔ (دیکھئے ص ۳۶)

جن کے اپنے اکابر ضلالتوں، گمراہیوں بلکہ صریح کفر کی باتوں پر مشتمل کتاب کو بھی پسند کرنے والے ہوں ان کی جانب سے وحید الزماں کے تراجم کتب حدیث اور دیگر علمی کاموں کے پسند کرنے کو وجہِ اعتراض بنانا کافی حیران کن ہے۔

دوسرا شبہ: وحید الزماں کو اہل حدیث بنا کر پیش کرنے والے، چند اہل حدیث علماء کا وحید

الزماں کے باطل ومردود عقائد ونظریات سے عدم واقفیت، تساہل یا صرف خدمتِ حدیث کی وجہ سے ان کی تعریف کرنے یا ان کو اپنے علماء میں لکھنے کو بھی بنیاد بناتے ہیں۔

الجواب: اس سلسلے میں عرض ہے کہ اس طرح کی تعریف تو ہر مسلک سے پیش کی جا سکتی ہے کہ اپنے سخت مخالفین کی بھی عدم واقفیت، تساہل یا ان کے کچھ اچھے اور مثبت کاموں کی بنا پر تعریف کرتے ہیں یا ان کو اپنوں میں لکھ دیتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

۱) دیوبندی ''امام المحدثین'' عبدالحلیم چشتی کا وحید الزماں کی شخصیت کو عظیم قرار دے کر شاندار الفاظ میں خراجِ عقیدت پیش کرنا اوپر گزر چکا ہے۔

۲) ضیاء الرحمٰن فاروقی دیوبندی نے ''شیعہ کے بارے میں پہلے اکابرین اسلام کے فتاویٰ جات'' کی فہرست میں اپنے مولانا خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی کے عین نیچے بریلویوں کے اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی کو ان الفاظ کے ساتھ شامل کر رکھا ہے:

''فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ'' (تاریخی دستاویز ص ۶۵)

۳) دیوبندیوں کے فقیہ الامت مفتی محمود حسن گنگوہی نے کہا: ''ایک بزرگ فرما رہے تھے کہ مولانا احمد رضا خانصاحب میں اتنا زیادہ عشقِ رسول تھا کہ ہو سکتا ہے کہ اللہ اس عشق کے طفیل ان کو معاف کر دیں۔'' (سلوک واحسان ص ۲۴۲)

۴) دیوبندیوں کے فقیہ الامت مفتی محمود حسن گنگوہی نے محمد بن علی شوکانی یمنی کو تیرھویں صدی کا مجدد ہونا نقل کر رکھا ہے۔ (دیکھئے سلوک واحسان ص ۸۹)

دیوبندیوں کے امام اہلسنت سرفراز خان صفدر نے لکھ رکھا ہے کہ ''جب کوئی مصنف کسی کا حوالہ اپنی تائید میں پیش کرتا ہے اور اس کے کسی حصہ سے اختلاف نہیں کرتا تو وہی مصنف کا نظریہ ہوتا ہے۔'' (تفریح الخواطر ص ۲۹)

۵) دیوبندیوں کے امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاری نے بریلویوں کے پیرومرشد خواجہ غلام فرید چشتی کو اپنا قرار دیتے ہوئے ان کی مدح وتعریف میں پوری نظم کہہ رکھی ہے۔

(دیکھئے سواطع الالہام ص ۱۰۱۔۱۰۳)

امین اوکاڑوی دیوبندی نے بھی اس نظم کے آخری شعر کو عطاء اللہ شاہ بخاری کی اپنے پیر کی تعریف قرار دے کر پیش کر رکھا ہے۔ (دیکھئے تجلیات صفدر ج ۱ ص ۵۴۸)

اگر دیوبندیوں کے نزدیک وحید الزماں کے غلط و مردود نظریات سے ناواقفیت، تساہل یا اس کے اچھے کام کی تعریف کی بنا پر اس کے حوالے اہل حدیث کا مسلک بنا کر پیش کیا جانا درست ہے تو کیا دیوبندی حضرات خود بھی وحید الزماں سمیت احمد رضا بریلوی، علامہ شوکانی یمنی اور خواجہ غلام فرید چشتی کی کتب کے حوالے اپنے مسلک کے طور پر قبول کرنے کے لیے تیار ہیں؟ اگر نہیں تو اہلِ حدیث کی طرف سے وحید الزماں کی سخت مخالفت و تردید کے باوجود اس کے حوالے اہل حدیث کا مسلک بنا کر پیش کرنا سوائے تعصب اور دھوکہ دہی کے کیا ہے؟ اسی طرح بریلوی حضرات جو دیوبندی و اہل حدیث حضرات کی تکفیر و تضلیل میں دن رات مشغول رہتے ہیں ان کے علماء سے بھی عدم واقفیت، تساہل یا اچھے کاموں کی بنا پر اپنے سخت مخالفین کی تعریف ثابت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

۱) مشہور بریلوی عالم عبدالحکیم شرف قادری نے فقیر محمد جہلمی کو اپنے اکابرین میں شمار کرتے ہوئے لکھا: ''فاضل جلیل مولانا فقیر محمد جہلمی رحمہ اللہ تعالیٰ (مؤلف حدائق الحنفیہ)''

(تذکرۂ اکابر اہلسنت ص ۳۹۱)

بریلویوں کے اس تسلیم شدہ فاضل جلیل فقیر محمد جہلمی نے قاسم نانوتوی کی بھرپور تعریف کرتے ہوئے کہا: ''علامہ عصر، فہامہ دہر، فاضل متبحر، مناظر، مباحث، حسن التقریر، ذہین، معقولات کے گویا پتلے تھے۔'' (حدائق الحنفیہ ص ۵۰۹)

۲) بریلویوں کے ''اعلیٰ حضرت'' احمد رضا خان بریلوی نے حافظ ابن تیمیہؒ و حافظ ابن قیمؒ کے بارے میں لکھا ہے: ''ابن قیم گمراہ.... اس کے استاذ ابن تیمیہ بد مذہب''

(فتاویٰ رضویہ ج ۷ اص ۵۴۳)

مگر بریلویوں کے ''اعلیٰ حضرت'' کے نزدیک گمراہ اور بد مذہب ابن تیمیہ و ابن قیم کی بھرپور خدماتِ اسلام کی وجہ سے بریلویوںؒ کے پیر مہر علی شاہ گولڑوی کو بھی کہنا پڑا کہ ''ان کے

متبحر عالم وخادم اسلام ہونے میں کلام نہیں ۔'' (مہر منیر ص ۱۴۲)

بریلویوں کے شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری کے خلیفہ صاحبزادہ محمد عمر بیر بلوی نے لکھا:

''امام السنۃ ابن تیمیہؒ اور ابن قیمؒ ....'' (توحید ص ۱۶۴)

عبدالحکیم شرف قادری بریلوی نے لکھا: ''ابن قیم جوزی علیہ الرحمۃ''

(عظمتوں کے پاسباں ص ۳۵۵)

بریلویوں کے ''چراغ گولڑہ حضرت قبلہ پیر سید نصیر الدین نصیر شاہ صاحب گولڑوی'' نے لکھا:

''شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ'' (راہ ورسمِ منزل ہا ص ۱۱۰)

۳) بریلویوں کے استاذ العلماء ''مفتی'' فیض احمد گولڑوی نے لکھا: ''مولوی اشرف علی تھانوی جو ہر مسئلہ کو خالص شرعی نقطہ نظر سے دیکھنے کے عادی تھے ۔'' (مہر منیر ص ۲۶۸)

بریلوی استاذ العلماء ''مفتی'' فیض احمد گولڑوی نے ''بلند پایہ علماء'' کے ضمن میں بھی اشرف علی تھانوی دیوبندی اور انور شاہ کشمیری دیوبندی کو پیش کر رکھا ہے۔ (دیکھئے مہر منیر ص ۲۵۰)

بریلویوں کے غزالی زماں احمد سعید کاظمی نے ''مفتی'' فیض احمد گولڑوی کو اپنے جامعہ انوار العلوم ملتان کی اعزازی سند عطا کر رکھی ہے۔ دیکھئے مہر منیر (تعارف مؤلف)

بریلویوں کے ''ضیغم اہلسنت'' اور رئیس التحریر حسن علی رضوی نے لکھا ہے: ''استاذ العلماء ومولانا فیض احمد آستانہ عالیہ گولڑہ شریف'' (ماہنامہ رضائے مصطفیٰ، جولائی ۲۰۱۰ء ص ۱۰)

٤) بریلویوں کے ''ترجمانِ حقیقت'' صاحبزادہ محمد عمر بیر بلوی نے شاہ ولی اللہ دہلوی کی مجددیت کا تذکرہ کرتے ہوئے سید احمد بریلوی اور شاہ اسمٰعیل دہلوی کے متعلق لکھا: ''اور سید صاحب شہیدؒ اور اسمٰعیل شہیدؒ ان کے مجددیت کے مُتَمِّم ہوئے ۔'' (توحید ص ۱۷۵)

صاحبزادہ محمد عمر بیر بلوی، بریلویوں کے ''آفتابِ ولایت'' میاں شیر محمد شرقپوری کے خلیفہ تھے۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے تذکرہ حضرت شیر ربانی شرقپوری اور انکے خلفاء ص ۴۳۴ تا ۴۸۶)

نیز عبدالحکیم شرف قادری کے شاگرد محمد یٰسین نقشبندی نے اپنے آستانہ شرقپور سے توثیق شدہ اس کتاب میں لکھا: ''خاندانی عظمت اور حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

کی نظرِ کرم سے حضرت صاحبزادہ علامہ محمد عمر بیربلوی رحمہ اللہ تعالیٰ ولایت کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھے۔" (تذکرہ حضرت شیر ربانی شرقپوری اور انکے خلفاء ص ۴۸۶)

عبدالحکیم شرف قادری بریلوی نے ان کے بارے میں لکھا: "حضرت مولانا صاحبزادہ محمد عمر (بیربل شریف)....سجادہ نشین اور جید فاضل تھے۔" (تذکرۂ اکابر اہلسنت ص ۳۵۸)

مزید ایسے بہت سے حوالہ جات کے لئے دیکھئے راقم الحروف کا مضمون "تکفیر و تضلیلِ ابن عربی اور شبہاتِ حنیف قریشی" (ماہنامہ الحدیث حضرو، جنوری ۲۰۱۲ء)

اگر بریلویوں کے نزدیک باطل و مردود نظریات سے لاعلمی، تساہل یا چند اچھے کاموں کی وجہ سے وحید الزماں کی تعریف کر دینے اور اس کو اپنوں میں شمار کرنے کی بنیاد پر وحید الزماں کی کتب اور عبارات اہل حدیث پر پیش کرنا درست ہے تو قاسم نانوتوی، ابن تیمیہ و ابن قیم، اشرف علی تھانوی و انور شاہ کشمیری اور سید احمد بریلوی و شاہ اسمٰعیل دہلوی کی عبارات و کتب بھی بریلویوں پر پیش کرنا درست ہے۔

اگر ان حضرات کی عبارات و کتب بریلویوں پر پیش کرنا درست نہیں تو اہل حدیث پر بھی وحید الزماں کی عبارات و کتب پیش کرنا ہرگز درست نہیں۔ اللہ تعالیٰ حق بات کو قبول کرنے اور انصاف سے کام لینے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

وفیات الاعلام

۱: مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ (رئیس جامعہ محمدیہ اوکاڑہ اور سرپرست اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث، پاکستان) بن مولانا محمد علی لکھوی مدنی رحمہ اللہ طویل علالت کے بعد ۱۳/ محرم ۱۴۳۳ھ بمطابق ۹/ دسمبر ۲۰۱۱ء بروز جمعہ اوکاڑہ میں وفات پا گئے۔

۲: مولانا حکیم قاری محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی رحمہ اللہ طویل علالت کے بعد ۱۱/ دسمبر ۲۰۱۱ء بروز اتوار وفات پا گئے۔ إنا للّٰه و إنا إليه راجعون

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ انھیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین (ادارہ ضربِ حق، مقام حیات سرگودھا)

حافظ زبیر علی زئی

الیاس گھمن صاحب کے ''رفع یدین نہ کرنے'' کا جواب

محمد الیاس گھمن صاحب دیوبندی نے ایک اشتہار شائع کیا ہے:

''نماز میں رفع یدین نہ کرنے کے دلائل''!

اس اشتہار میں گھمن صاحب نے اپنے زعم میں ''دس دلائل'' پیش کئے ہیں، ان مزعومہ دلائل میں سے ایک ''دلیل'' بھی اپنے مدعا پر صحیح نہیں اور نہ امام ابوحنیفہ سے ان مزعومہ ''دلائل'' کے ساتھ استدلال ثابت ہے۔

درج ذیل تحقیقی مضمون میں ان گھمنی دلائل کو ذکر کر کے ان کا جواب پیشِ خدمت ہے:

دلیل نمبر 1

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

''قدافلح المؤمنون ٥ الذین ھم فی صلوتھم خاشعون''

(سورہ مومنون: ۱، ۲)

ترجمہ ''پکی بات ہے کہ وہ ایمان لانے والے کامیاب ہوگئے جو نماز میں خشوع اختیار کرنے والے ہیں۔''

تفسیر: ''قال ابن عباس رضی اللہ عنہما: مخبتون متواضعون لایلتفتون یمیناً ولا شمالاً ولایرفعون ایدیھم فی الصلوۃ......''

(تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما: ص ۲۱۲)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''خشوع کرنے والے سے مراد وہ لوگ ہیں جو نماز میں تواضع اور عاجزی اختیار کرتے ہیں اور وہ دائیں بائیں توجہ نہیں کرتے ہیں اور نہ ہی نماز میں رفع یدین کرتے ہیں۔''

گھمن صاحب نے اپنی پہلی ''دلیل'' میں سورۂ مومنون کی دو پہلی آیات لکھی ہیں، جن میں (رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد والے) ترکِ رفع الیدین کا نام و نشان تک نہیں اور پھر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف مکذوبہ طور پر منسوب ''تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما'' کا حوالہ پیش کیا گیا ہے، حالانکہ یہ تفسیر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں بلکہ اس کا مرکزی راوی محمد بن مروان السدی الصغیر کذاب ہے اور باقی سند بھی سلسلۃ الکذب ہے۔

آلِ دیوبند کے ''شیخ الاسلام'' محمد تقی عثمانی دیوبندی نے فتویٰ دیتے ہوئے لکھا ہے:

''رہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، سو اگرچہ وہ باتفاق مفسرین کے امام ہیں، لیکن اول تو ان

کی تفسیر کتابی شکل میں کسی صحیح سند سے ثابت نہیں ہے، آج کل "تنویر المقباس" کے نام سے جو نسخہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی طرف منسوب ہے اس کی سند سخت ضعیف ہے، کیونکہ یہ نسخہ محمد بن مروان السدی الصغیر عن الکلبی عن ابی صالح کی سند سے ہے، اور اس سلسلۂ سند کو محدثین نے "سلسلۃ الکذب" قرار دیا ہے۔" (فتاویٰ عثمانی ج۱ص۲۱۵)

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے میری کتاب: تحقیقی مقالات (ج۴ص۴۰۸۔۴۱۰، ۵۰۳۔۵۰۵) اور نور العینین (طبع جدید ص۲۳۸۔۲۴۶)

اس موضوع اور من گھڑت کتاب کے مقابلے میں یہ ثابت ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔

(دیکھئے جزء رفع الیدین للبخاری: ۲۱، اور نور العینین ص۲۴۶)

دلیل نمبر 2

"قال الامام الحافظ المحدث احمدبن شعیب النسائی اخبر نا سوید بن نصر حدثنا عبداللہ بن المبارک عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة عن عبداللہ رضی اللہ عنہ قال الااخبر کم بصلوٰة رسول اللہ ﷺ قال: فقام فرفع یدیه اول مرة ثم لم یعد."

(سنن النسائی ج۱ص۱۵۸، سنن ابی داؤد ج۱ص۱۱۶)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں اس بات کی خبر نہ دوں کہ رسول اللہ ﷺ کیسے نماز پڑھتے تھے؟ حضرت علقمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے پہلی مرتبہ رفع یدین کیا (یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت) پھر (پوری نماز میں) رفع یدین نہیں کیا۔"

اس روایت کی سند دو وجہ سے ضعیف ہے:

اول: امام سفیان بن سعید بن مسروق الثوری رحمہ اللہ ثقہ عابد ہونے کے ساتھ مدلس بھی تھے، جیسا کہ حسین احمد مدنی دیوبندی نے کہا:

"اور سفیان تدلیس کرتا ہے۔" الخ (تقریر ترمذی اردو ص۳۹۱، ترتیب محمد عبدالقادر قاسمی دیوبندی)

ابن الترکمانی حنفی نے ایک روایت کے بارے میں لکھا ہے:

"الثوري مدلس و قد عنعن."

ثوری مدلس ہیں اور انھوں نے یہ روایت عن سے بیان کی ہے۔ (الجوہر النقی ج۸ص۲۶۲)

امام سفیان ثوری کو ماسٹر امین اوکاڑوی نے بھی مدلس قرار دیا ہے۔

(دیکھئے تجلیاتِ صفدر ج ۵ ص ۴۷۰)

یہ روایت عن سے ہے اور اصولِ حدیث کا مشہور مسئلہ ہے کہ مدلس کی عن والی روایت ضعیف ہوتی ہے۔ (مثلاً دیکھئے نزہۃ النظر شرح نخبۃ الفکر ص ۶۶ مع شرح الملا علی القاری ص ۴۱۹)

دوم: اس روایت کو جمہور محدثین نے ضعیف، خطا اور وہم وغیرہ قرار دیا ہے، جن میں سے بعض کے نام درج ذیل ہیں:

عبداللہ بن المبارک، شافعی، احمد بن حنبل، ابو حاتم الرازی، دارقطنی، ابن حبان، ابو داود السجستانی، بخاری، عبدالحق اشبیلی، حاکم نیشاپوری اور بزار وغیرہم۔

(دیکھئے نور العینین ص ۱۳۰۔۱۳۴)

دلیل نمبر 3

"الامام الحافظ ابو حنیفة نعمان بن ثابت یقول سمعت الشعبی یقول سمعت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ یقول: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا افتتح الصلاة رفع یدیه حتی یحاذی منکبیه لا یعود برفعهما حتی یسلم من صلاته."

(مسند ابی حنیفہ بروایۃ ابی نعیم رحمہ اللہ ص ۲۳۳، سنن ابی داود: ج ۱ ص ۱۱۶)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے، (اس کے بعد پوری نماز میں) سلام پھیرنے تک دوبارہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔"

امام ابو نعیم سے لے کر امام ابو حنیفہ تک اس روایت کے سارے راوی: ابو القاسم بن بالویہ النیسابوری، بکر بن محمد بن عبداللہ الحبال الرازی، علی، علی بن محمد بن روح بن ابی الحرش المصیصی، محمد بن روح اور روح بن ابی الحرش (چھ کے چھ) سب مجہول ہیں، لہٰذا یہ سند مردود ہے۔ (دیکھئے مسند ابی حنیفہ لابی نعیم الاصبہانی ص ۱۵۶، ارشیف ملتقی اہل الحدیث عدد ۴ ج ۱ ص ۹۲۶، تحقیقی مقالات ج ۳ ص ۱۲۳)

تنبیہ: گھمن صاحب نے روایت مذکورہ میں سنن ابی داود (ج ۱ ص ۱۱۶) کا بھی حوالہ دیا ہے، حالانکہ سنن ابی داود میں امام ابو حنیفہ کی طرف منسوب یہ روایت قطعاً موجود نہیں، بلکہ ساری سنن ابی داود میں ابو حنیفہ کا نام ونشان تک موجود نہیں۔

سنن ابی داود میں سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب دوسری روایت دو

سندوں سے موجود ہے، جس کی ایک سند میں یزید بن ابی زیاد جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف راوی ہے اور دوسری سند میں محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔ (دیکھئے تحقیقی مقالات ج ۳ ص ۱۲۳)

معلوم نہیں کہ دیوبندیوں کی ''قسمت'' میں اتنی زیادہ ضعیف، مردود اور موضوع روایات کیوں ہیں یا انھیں ایسی روایات جمع کرنے اور ان سے استدلال کا والہانہ جنون ہے؟!

صحیح احادیث کو چھوڑ کر ضعیف و مردود روایات کی طرف جانے والے آلِ تقلید کس زعمِ باطل میں اہلِ حدیث کی مخالفت کرنا چاہتے ہیں؟

اعلان: اگر الیاس گھمن صاحب اور ان کے جعلی ذہبیٔ دوران سب مل کر امام ابوحنیفہ کی طرف منسوب یہ روایت اس سند کے ساتھ سنن ابی داود سے، حوالہ نکال کر پیش کر دیں تو اُن کے نام صحیحین اور سننِ اربعہ کا تحفہ روانہ کر دیا جائے گا۔ ہمت کریں!

دلیل نمبر 4

''قال الامام الحافظ المحدث ابوبکر عبدالله بن الزبیر الحمیدی ثنا الزهری قال اخبرنی سالم بن عبدالله عن ابیه رضی اللہ عنہ قال (رضی اللہ عنہ) رأیت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اذا افتتح الصلوٰة رفع یدیه حذو منکبیه واذا اراد ان یرکع وبعد ما یرفع راسه من الرکوع فلا یرفع ولا بین السجدتین.''

(مسند حمیدی ج ۲ ص ۲۷۷، مسند ابی عوانہ ج ۱ ص ۳۳۴)

ترجمہ ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے۔ رکوع کی طرف جاتے ہوئے، رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے اور سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کرتے تھے۔''

اس استدلال میں الیاس گھمن صاحب نے سات غلطیاں کی ہیں:

اول: جس نسخے کا حوالہ دیا گیا ہے وہ حبیب الرحمٰن اعظمی دیوبندی کا شائع کردہ نسخہ ہے، جبکہ مُلکِ شام سے مسند حمیدی کا جو نسخہ شائع کیا گیا ہے اُس میں یہ عبارت نہیں بلکہ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد والے رفع یدین کا اثبات ہے۔

(دیکھئے مسند حمیدی ج ۱ ص ۵۱۵ ح ۶۲۶)

دوم: مسند حمیدی کے قدیم قلمی نسخوں میں یہ عبارت موجود نہیں، بلکہ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد والے رفع یدین کا اثبات ہے۔ (دیکھئے نور العینین ص ۷۰-۷۱)

سوم: امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کی یہی روایت صحیح مسلم میں رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد والے رفع یدین کے اثبات سے موجود ہے۔ (دیکھئے صحیح مسلم: ۳۹۰)

چہارم: اس حدیث کے مرکزی راوی سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے رکوع سے پہلے اور بعد والا رفع یدین باسند صحیح ثابت ہے۔ (دیکھئے سنن ترمذی: ۲۵۶ تحقیق احمد شاکر رحمہ اللہ)

پنجم: المستخرج لابی نعیم الاصبہانی میں یہی حدیث امام حمیدی کی سند سے رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع یدین کے اثبات سے موجود ہے۔ (دیکھئے ج ۲ ص ۱۲)

مزید تفصیل کے لئے نور العینین (ص ۶۴۔۷۶) کا مطالعہ مفید ہے۔

ششم: مسند ابی عوانہ والے مطبوعہ نسخے سے واو رہ گئی ہے اور صحیح مسلم میں واو موجود ہے، جس سے رفع یدین کا اثبات ہوتا ہے۔ (دیکھئے نور العینین ص ۷۶۔۸۱)

ہفتم: مسند ابی عوانہ کے قلمی نسخے میں ''و'' موجود ہے، جس سے دیوبندی استدلال کا ''لک'' ٹوٹ جاتا ہے۔ (دیکھئے نور العینین ص ۷۸۔۷۹)

مسند حمیدی اور مسند ابی عوانہ کے محرف نسخوں سے گھمنی استدلال کے مقابلے میں عرض ہے کہ صحیح بخاری اور دوسری کتابوں سے ثابت ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔

حدیث السراج اور المخلصیات وغیرہما کتبِ حدیث سے ثابت ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے جلیل القدر فقیہ بیٹے امام سالم بن عبداللہ المدنی التابعی رحمہ اللہ بھی رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔ کیا گھمن صاحب اور ان کی ساری پارٹی امام سالم بن عبداللہ بن عمر رحمہ اللہ سے ترکِ رفع یدین باسند صحیح یا حسن لذاتہ ثابت کر سکتے ہیں؟!

5

''قال الامام الحافظ المحدث ابن حبان اخبرنا محمد بن عمر بن یوسف قال حدثنا بشر بن خالد العسکری قال حدثنا محمد بن جعفر عن شعبة عن سلیمان قال سمعت المسیب بن رافع عن تمیم بن طرفة عن جابر بن سمرة قال دخل علینا رسول الله صلى الله عليه وسلم المسجد وقد رفعوا ایدیهم فقال قد رفعوها کانها اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلاة.''

(صحیح ابن حبان ج ۳ ص ۱۷۸، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۸۱)

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے لوگوں کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ''انھوں نے اپنے ہاتھوں کو شریر گھوڑوں کی دموں

طرفہ عن جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه دخل المسجد فابصر قوما قد رفعوا ... کی طرح اٹھایا ہے تم نماز میں سکون اختیار کرو۔" (نماز میں رفع یدین نہ کرو)

اس صحیح حدیث میں رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد والے رفع یدین کا ذکر نہیں، بلکہ محمود حسن دیوبندی "اسیر مالٹا" نے کہا:

"باقی اذناب خیل کی روایت سے جواب دینا بروئے انصاف درست نہیں کیونکہ وہ سلام کے بارہ میں ہے کہ صحابہ فرماتے ہیں کہ ہم بوقت سلام نماز اشارہ بالید بھی کرتے تھے۔ آپ نے اس کو منع فرمادیا۔" (الورد الشذی ص ۶۳، تقاریر ص ۶۵)

محمد تقی عثمانی دیوبندی نے کہا: "لیکن انصاف کی بات یہ ہے کہ اس حدیث سے حنفیہ کا استدلال مشتبہ اور کمزور ہے..." (درس ترمذی ۲/۳۶)

ثابت ہوا کہ محمود حسن اور تقی عثمانی دونوں کے نزدیک الیاس گھمن صاحب بے انصاف ہیں۔

دلیل نمبر 6

"قال الامام الحافظ المحدث محمد بن اسماعیل البخاری حدثنا یحیٰ بن بکیر قال حدثنا اللیث عن خالد عن سعید عن محمد بن عمرو بن حلحلة عن محمد بن عمرو بن عطاء انه کان جالسا مع نفر من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکرنا صلوة النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ انا کنت احفظکم لصلوة رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم رایته اذا کبر جعل یدیه حذو منکبیه واذا رکع امکن یدیه من رکبتیه ثم هصر ظهره فاذا رفع راسه استوی حتی یعود کل فقار مکانه واذا سجد وضع یدیه غیر مفترش ولا قابضهما......"

(صحیح بخاری: ج۱ ص۱۱۴، صحیح ابن خزیمہ: ج۱ ص۲۹۸)

ترجمہ: محمد بن عمرو بن عطاء رحمہ اللہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے فرماتے ہیں: "ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ذکر کیا (کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیسے نماز پڑھتے تھے؟) تو حضرت ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں تم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھنے کے طریقے کو زیادہ یاد رکھنے والا ہوں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کے طریقے کو بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب تکبیر تحریمہ کہی تو اپنے ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھایا اور جب رکوع کیا تو اپنے ہاتھوں سے اپنے گھٹنوں کو مضبوطی سے پکڑا پھر اپنی پیٹھ کو جھکایا جب سر کو رکوع سے اٹھایا تو سیدھے کھڑے ہوگئے حتی کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر لوٹ آئی اور جب سجدہ کیا تو اپنے ہاتھوں کو اپنے حال پر رکھا نہ پھیلایا اور نہ ہی ملایا۔"

صحیح بخاری کی اس حدیث میں رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع یدین کے ترک کا کوئی ذکر نہیں اور محمد قاسم نانوتوی (بانی مدرسہ دیوبند) نے لکھا ہے:

''مذکور نہ ہونا معدوم ہونے کی دلیل نہیں ہے... جناب مولوی صاحب معقولات کے طور پر تو اتنا ہی جواب بہت ہے کہ عدم الاطلاع یا عدم الذکر عدم الشے پر دلالت نہیں کرتا۔''

(ہدیۃ الشیعہ ص ۱۹۹، ۲۰۰)

فائدہ: صحیح بخاری والی روایت دوسری سند سے سنن ابی داود اور سنن ترمذی وغیرہما میں رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد والے رفع یدین کے اثبات سے موجود ہے اور یہ سند صحیح ہے۔ والحمدللہ

7

''قال الامام الحافظ المحدث ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی حدثنا ابن ابی داؤد قال ثنا نعیم بن حماد قال ثنا الفضل بن موسی قال ثنا ابن ابی لیلی عن نافع عن ابن عمر ؓ...... وعن الحکم ؒ عن مقسم ؒ عن ابن عباس ؓ عن النبی ﷺ قال: ترفع الایدی فی سبع مواطن: فی افتتاح الصلوٰۃ و عند البیت وعلی الصفاء والمروۃ وبعرفات و بالمزدلفۃ وعند الجمرتین.''

(سنن طحاوی ج ۱ ص ۴۱۶)

ترجمہ: حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''سات جگہوں پر ہاتھوں کو اٹھایا جاتا ہے

اس روایت کی سند میں محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف راوی ہے۔ (دیکھئے فیض الباری ج ۳ ص ۱۶۸)

ضعیف راویوں کی ضعیف ومردود روایات سے استدلال کرنا الیاس گھمن جیسے لوگوں کا ہی کام ہے۔

8

''قال الامام ابوبکر اسماعیلی حدثنا عبداللہ صالح بن عبداللہ ابومحمد البخاری قال حدثنا اسحاق بن ابراھیم المروزی حدثنا محمدبن جابر السحیمی عن حماد (ابن ابی سلیمان) عن ابراھیم (نخعی) عن علقمہ (بن قیس) عن عبداللہ (بن مسعود ؓ) قال صلیت مع رسول اللہ ﷺ وابی بکر ؓ و عمر ؓ فلم یرفعوا ایدیھم الاعند افتتاح الصلاۃ.''

(کتاب المعجم، امام اسماعیلی: ج ۲ ص ۶۹۲، سنن کبری، امام بیہقی ؒ ج ۲ ص ۷۹)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ فرماتے ہیں ''میں نے رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر ؓ اور حضرت عمر ؓ کے ساتھ نماز پڑھی انہوں نے پوری نماز میں صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کی۔''

یہ روایت کئی وجہ سے ضعیف ومردود ہے، مثلاً:

۱: اس کا بنیادی راوی محمد بن جابر جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ومجروح ہے۔

حافظ ہیثمی نے فرمایا: "وھو ضعیف عند الجمھور"

(نور العینین ص ۱۵۳، مجمع الزوائد ۵/۱۹۱)

۲: جمہور محدثین نے خاص اس روایت پر جرح کی مثلاً اہلِ سنت کے مشہور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ روایت منکر ہے۔

(کتاب العلل ۱/۱۴۴ ارقم ۱۰۷)

۳: الیاس گھمن صاحب نے روایت مذکورہ میں امام بیہقی کا حوالہ بھی لکھا ہے اور اسی حوالے میں امام بیہقی نے محمد بن جابر پر جرح نقل کر رکھی ہے۔

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے نور العینین (ص ۱۵۱۔۱۵۴)

دلیل نمبر 9

"قال الامام ابن قاسم (حدثنا) وکیع عن ابی بکر بن عبداللہ بن قطاف النھشلی عن عاصم بن کلیب عن ابیہ ان علیا ؓ کان یرفع یدیہ اذا افتتح الصلاۃ ثم لا یعود ......"

(المدونۃ الکبریٰ: ج ۱ ص ۷۱، مسند زید بن علی ص ۱۰۰)

ترجمہ "حضرت علی المرتضی ؓ جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے پھر پوری نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔"

مدونہ کبریٰ نا قابلِ اعتبار اور بے سند مروی کتاب ہے اور مسندِ زید اہلِ سنت کی کتاب نہیں بلکہ زیدی شیعوں کی من گھڑت کتاب ہے، لہٰذا یہ دونوں حوالے غلط اور مردود ہیں۔

تنبیہ: ابو بکر النہشلی والی روایت جو دوسری کتابوں میں ہے، وہ اس کے وہم و خطا کی وجہ سے ضعیف ہے۔ (دیکھئے نور العینین ص ۱۶۵)

دلیل نمبر 10

"قال الامام الحافظ المحدث ابو بکر بن ابی شیبۃ حدثنا ابو بکر بن عیاش عن حصین عن مجاھد قال ما رایت ابن عمر ؓ یرفع یدیہ الا فی اول ما یفتتح."

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۶۸ حدیث نمبر ۱۳)

ترجمہ معروف تابعی حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "میں نے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کو شروع نماز کے علاوہ رفع یدین کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔"

مصنف ابن ابی شیبہ والی یہ روایت قاری ابو بکر بن عیاش رحمہ اللہ کے وہم و خطا کی وجہ سے ضعیف ہے اور دو وجہ سے مردود ہے:

۱: امام احمد بن حنبل، امام یحییٰ بن معین اور امام دارقطنی نے اس روایت کو وہم اور باطل وغیرہ قرار دیا اور کسی ایک قابلِ اعتماد محدث نے اس کی تصحیح نہیں کی اور اگر کسی چھوٹے سے

محدث سے ثابت بھی ہو جائے تو جمہور کے مقابلے میں مردود ہے۔

۲: بہت سے ثقہ راویوں اور صحیح و حسن لذاتہ سندوں سے ثابت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نماز میں رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے، جن میں سے ان کے چند شاگردوں کے حوالے درج ذیل ہیں:

امام نافع المدنی رحمہ اللہ، امام محارب بن دثار الکوفی رحمہ اللہ، امام طاؤس بن کیسان الیمانی رحمہ اللہ، امام سالم بن عبداللہ بن عمر المدنی رحمہ اللہ اور امام ابوالزبیر المکی رحمہ اللہ۔

(دیکھئے نور العینین ص ۱۵۹)

ثقہ راویوں کے خلاف وہم وخطا والی روایت منکر و مردود ہوتی ہے۔

قارئین کرام! آپ نے دیکھ لیا کہ الیاس گھمن صاحب اور آلِ دیوبند کے پاس ترکِ رفع الیدین قبل الرکوع و بعدہ کی ایک صحیح یا حسن لذاتہ روایت نہیں ہے۔

رفع یدین پر خیر القرون میں مسلسل عمل: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، جب آپ نماز میں کھڑے ہوتے تو کندھوں تک رفع یدین کرتے، رکوع کرتے وقت بھی آپ اسی طرح کرتے تھے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اسی طرح کرتے تھے۔ (صحیح بخاری ج۱ ص۱۰۲ ح ۷۳۶، صحیح مسلم: ۳۹۰)

اس حدیث کے راوی سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی شروع نماز، رکوع سے پہلے، رکوع کے بعد اور دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے تو رفع یدین کرتے تھے اور فرماتے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے۔ (صحیح بخاری: ۷۳۹، شرح السنہ للبغوی ۳/ ۲۱ ح ۵۶۰ وقال: ھذا حدیث صحیح)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کے راوی اُن کے جلیل القدر بیٹے امام سالم بن عبداللہ بن عمر رحمہ اللہ بھی شروع نماز، رکوع کے وقت اور رکوع سے اٹھنے کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔ (حدیث السراج ۲/ ۳۴۔۳۵ ح ۱۱۵، وسندہ صحیح)

و ما علینا إلا البلاغ

(۲۱/ نومبر ۲۰۱۱ء سرگودھا)

قاری ذکاء اللہ حافظ آبادی

صوفی سلطان باہو اور مسئلہ تقلید

زمانہ موجودہ میں مختلف باطل عقائد ونظریات کے حامل لوگ موجود ہیں، جن میں سے ایک گروہ بریلویہ کا بھی ہے۔ یہ گروہ درحقیقت احمد رضا خان بریلوی کی ذریت ہے۔ تاہم دیگر مقلدینِ مرجیہ وجہمیہ کی طرح اس نے بھی فروعی مسائل میں تقلیدِ امام کا قلادہ (اپنے زعم میں) اپنے گلے کی زینت بنا رکھا ہے۔ اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کرنے کے لئے انھی کی کتابوں سے چند اقتباسات ملاحظہ فرمایئے۔

احمد رضا خان کے پیروکاروں میں سے غلام رسول نقشبندی بریلوی نے لکھا ہے:

''پھر چوتھی صدی کے آخر میں تمام مسلمانوں میں تقلید شخصی پر اتفاق اور اجماع ہو گیا اور آج تک اس کا رواج امت محمدیہ میں بدستور چلا آ رہا ہے'' (غیر مقلدین کا علمی محاسبہ ص ۵۰۳)

ایک دوسری جگہ کتاب وسنت کے برعکس مذموم عقیدۂ تقلید کا اثبات کرتے ہوئے لکھا ہے: ''اس سے معلوم ہوا کہ صراط مستقیم وہی ہے جس پر اللہ تعالیٰ کے نیک بندے چلے ہوں اور تمام مفسرین ومحدثین فقہاء اولیاء اللہ غوث وقطب وابدال اللہ کے نیک بندے ہیں وہ سب ہی مقلد گزرے لہٰذا تقلید ہی سیدھا راستہ ہوا'' (غیر مقلدین کا علمی محاسبہ ص ۵۱۶)

غلام رسول نقشبندی نے قرآن وحدیث کے متضاد عقیدہ مذمومہ وجوبِ تقلید کو بایں الفاظ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے: ''اللہ تعالیٰ کا کامل انعام، انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہی پر ہے اس لیے ان کی تقلید اور پیروی واجب ہوئی'' (غیر مقلدین کا علمی محاسبہ ص ۵۱۷)

محترم قارئین! ان اقتباسات سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ احمد رضا خان کی طرح ان کی اولاد بھی وادیٔ تقلید میں سرگرداں ہے۔ اگر حق بجانب ہو کر کتاب وسنت کے دلائل کا مطالعہ کیا جائے، تو ثابت ہوتا ہے کہ نظریۂ تقلید کوئی اسلامی نظریہ نہیں ہے۔ میں اگر اس نظریہ قبیحہ کی تردید دلائل شرعیہ سے بیان کروں تو عین ممکن ہے کہ آلِ تقلید عموماً اور

''بریلویہ'' خصوصاً کی طبائع ، یہ سن اور پڑھ کر اطمینان کا اظہار نہ کریں۔اس لئے میں انھی کے ''محبوبین'' میں سے ایک شخصیت کے چند اقوال حوالۂ قرطاس کرنا چاہوں گا، شاید کہ وہ اقوال اس شخصیت کے معتقدین کے لیے مشعل راہ بن جائیں ۔ ''بریلویہ'' کی وہ محبوب شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں، میری مراد اس سے صوفی سلطان باہو ہے۔

صوفی سلطان باہو کا مقام و مرتبہ آلِ بریلویت کے ہاں کیا ہے؟ یہ کسی سے مخفی نہیں۔ یہ انتہائی شرمناک بات ہے کہ ''صوفی سلطان باہو'' تو تقلید کے سخت مخالف تھے، لیکن ان کے معتقدین نے تقلید کو اسلام کا جزو لاینفک بنا دیا ہے جس کی صوفی صاحب ساری زندگی تردید کرتے رہے، آج اس کے بغیر ان کے معتقدین اپنے آپ کو ضلالت و گمراہی کا مستحق قرار دیتے ہیں۔ نہ جانے اپنے ''حضرت صاحب'' کے متعلق کیا فتویٰ ارشاد فرمائیں گے؟ اب میں اس بات کو مزید آگے بڑھانے کی بجائے صوفی صاحب کے ابطالِ تقلید پر اقوال کو ذکر کرتا ہوں ، وہ لکھتے ہیں: ''میں ان احمق لوگوں پر متعجب ہوں جو تقلیدی تفکر کرتے ہیں معرفت خداوندی یعنی تقرب الی اللہ اور توحید باری تعالیٰ یعنی خدا کو صحیح معنوں میں ایک ماننے سے بے خبر ہیں'' (اسرار قادری ص ۳۹)

دوسری جگہ لکھتے ہیں'' یہ لوگ حقیقت میں دنیا کے طالب ہیں یعنی دنیا کو چاہتے ہیں ابلیسی قید اور خناسی خطرات ،توہمات ، اور وساوس میں مبتلا ہیں۔'' (اسرار قادری ص ۳۹)

تیسری جگہ لکھتے ہیں: ''میں ان احمق لوگوں پر متعجب ہوں کہ تقلیدی تفکر کرتے ہیں اور باطن میں معرفت الٰہی سے بے خبر ہیں'' (اسرار قادری ص ۱۲۲)

یہ ہے صوفی سلطان باہو صاحب کا تقلید اور اہلِ تقلید کے متعلق عقیدہ و نظریہ کہ اہل تقلید احمق، تقرب الی اللہ اور توحید باری تعالیٰ سے بے خبر، دنیا کو چاہنے والے ابلیسی قید میں بند، خناسی خطرات ،توہمات اور وساوس میں مبتلا ہیں وہ لوگ جو صوفی سلطان باہو کی عظمت کے گن گاتے ہیں اور انھی کے نام پر مانگ کر دو وقت کی روزی کا سامان اکٹھا کرتے ہیں۔

ان کے لئے ایک لمحہ فکریہ اور مقامِ غور ہے۔ اللہ کے لئے اپنے دل کو تھوڑی دیر کے لئے

شرک و بدعت، غلو، تعصب و عناد جیسی صفات غلیظہ سے پاک کیجئے اور اسے سوچنے سمجھنے کا وقت دیجئے کہ ''کیا ہمارے لئے ایک سانحہ عظیمہ نہیں کہ ہمارے روحانی پیشوا کے عقائد و نظریات اور ہمارے درمیان بدترین قسم کا باہمی تضاد اور تصادم پایا جاتا ہے کہ وہ چیز جسے ہم اسلام سمجھتے ہیں، ہمارے پیشوا اسے خارج از اسلام سمجھتے ہیں۔'' اب بھی اگر قلب کو کوئی بات سمجھ میں نہیں آئی تو آگے بڑھئے اور دیکھئے کہ بریلویہ کے روحانی پیشوا نے کس طرح بریلویوں کے مصنوعی عقائد و نظریات کا قلع قمع کر دیا ہے۔ چنانچہ صوفی صاحب نے لکھا ہے:

''پس معلوم ہوا کہ فقیر عارف وہ ہے جو ان تہتر فرقوں کی واقفیت رکھتا ہو۔ لیکن اہل سنت و جماعت کے طریق سعید پر کاربند رہے اس لیے کہ اس طریق کی بنیاد معرفت قرآن پر ہے۔ ان کے سوا سب تقلیدی اور شقی ہیں۔'' (امیر الکونین ص ۹۰)

ایک دوسری جگہ صوفی صاحب اپنے پیروکاروں کا بایں الفاظ خون کرتے ہیں: ''اس راہ کا منکر وہ شخص ہوتا ہے جو بے دین شیطان کا مصاحب اور اہل تقلید ہو'' (امیر الکونین ص ۱۳۸)

ایک تیسری جگہ مزید ارشاد فرماتے ہیں: ''کلید سراسر جمعیت ہے اور تقلید بے جمعیتی اور پریشانی بلکہ اہل تقلید جاہل اور حیوان سے بھی بدتر ہوتے ہیں'' (توفیق ہدایت ص ۲۰)

یہاں تو صوفی صاحب نے اپنے معتقدین کے تقلیدی عقیدے کا خون کرنے کے لئے پہلے سے بھی ذرا آگے قدم رکھا ہے، اہل سنت والجماعت سے بھی خارج کر دیا ہے۔ بے دین اور شیطان لعین کا ساتھی تک بنا دیا اور یہاں تک پہنچے کہ اہل تقلید جاہل ہوتے ہیں اور حیوان سے بھی بدتر ہوتے ہیں۔ تقلید جیسے غیر اسلامی عقیدے سے پاک و مبرا موحدین قارئین سے میں انتہائی ادب کے ساتھ گزارش کروں گا کہ آپ پریشان نہ ہوں بلکہ صوفی صاحب کی ان معروضات کو پڑھئے اور جادۂ مستقیم سے بھٹکے ہوؤں کے سامنے پیش کیجئے۔ عین ممکن ہے کہ ان میں راہ مستقیم پر چلنے کی فکر پیدا ہو جائے۔ محترم قارئین موحدین! آپ ذرا تھوڑی دیر کے لئے توقف فرمائیے:..... اے اہل تقلید! اپنے قلوب و اذہان کی اگر کوئی کھڑکی بند ہے تو اسے بھی کھولئے اور ابھی مزید کچھ دیر کے لئے اپنے قلوب و اذہان کو شرک

و بدعت.....جیسی صفات غلیظہ سے دور ہی رکھئے بلکہ دل و دماغ کو تدبر و تفکر کے زاویے پر لا کھڑا کر دیجئے اور انھیں سوچنے دیجئے اور پھر کچھ وقت کے بعد ان سے پوچھئے کہ ہم کس راہ پر گامزن ہیں؟ اگر تشفی بخش جواب نہ ملے تو تیسری اور آخری مرتبہ پھر انھیں شرک و بدعت....صفات رذیلہ سے دور رکھ کر صوفی صاحب کے اس عقیدہ کا مطالعہ کرنے کا موقع دیجئے جو انھوں نے تقلید اور اہلِ تقلید کے متعلق بیان کیا ہے۔ چنانچہ صوفی صاحب ارشاد فرماتے ہیں: ''بعض لوگ ایسے بھی ہیں جن کے ظاہر آراستہ لیکن باطن خراب ہیں۔ اور انھوں نے قادری طریق کو پناہ گاہ خیال کر کے اختیار کر رکھا ہے یہ حقیت میں چور ہیں ان کی شناخت یہ ہے کہ یہ اہل تکلیف اور تقلید ہوتے ہیں۔'' (توفیق ہدایت ص ۳۸)

وہ مزید لکھتے ہیں: ''ایسے لوگ ہرگز اہل قلب کہلانے کے مستحق نہیں بلکہ با حسد اور اہل کلب ہیں۔ اور بسبب تقلید طالب دنیا ہیں'' (توفیق ہدایت ص ۱۶۶)

اہل توحید اور اہل تقلید میں فرق: صوفی صاحب کی اپنے معتقدین پر ایک اور کرم فرمائی ملاحظہ کیجئے، وہ لکھتے ہیں: ''اہل توحید صاحب ہدایت غنایت اور تحقیق ہوتے ہیں۔ اہل تقلید صاحب دنیا اہل شکایت اور مشرک ہوتے ہیں'' (توفیق ہدایت ص ۱۶۷)

محترم قارئین موحدین! کچھ دیر توقف کے بعد دوبارہ تشریف لایئے اور صوفی صاحب کے اس کلام کو بغور پڑھئے، تاکہ اہلِ تقلید باطل کے عقائد کی اصلاح کے لئے آپ کے پاس (انھی کی کتابوں سے) دلائل موجود ہوں۔ قارئین! آپ دیکھ رہے ہیں کہ صوفی صاحب نے کس طرح پھر تقلید اور اہل تقلید کے مصنوعی اور خود ساختہ اسلامی نظریے کی بنیاد ہلا دی۔

اگر صوفی سلطان باہو کے کسی معتقد اور محب کے دل و دماغ کے کسی خانے میں دینی اصلاح کے حصول کا جذبہ ہو تو یقیناً وہ اپنے آپ کو جادۂ مستقیم پر چلنے کے لئے مجبور کرے گا۔

اگر اس کا ضمیر اس جذبہ سے اس طرح پہلو تہی کر چکا ہے کہ اسے شرک و بدعت... جیسی صفات مذمومہ کے سوا کسی اور چیز کی ضرورت نہیں تو یہ اس کی بدنصیبی ہے۔ تاہم ہم نے تو حسبِ استطاعت حجت تمام کر دی ہے۔ **و ما توفیقي إلا باللّٰہ .**

حافظ محمد مزمل (اوکاڑہ)

وہ خوش نصیب جن کے لئے فرشتے دعائیں مانگتے ہیں

دنیا میں بڑے بڑے نصیبوں والے، بڑے ہی خوش قسمت آئے، کچھ عرصہ دنیا میں رہے، پھر چل دیئے اور کچھ موجود ہیں۔ لیکن اُن لوگوں کی خوش بختی کے کیا کہنے، جن کے لئے نوری ملائکہ بھی دعائیں کرتے ہیں۔ اس مختصر مضمون میں اُن چند خوش نصیبوں کا ذکر پیشِ خدمت ہے، جن کے لئے فرشتے بھی دعائیں مانگتے ہیں:

۱) اللہ کے راستے میں خرچ کرنے والے کے لئے فرشتے کی دعا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيْهِ إِلاَّ مَلَكَانِ يَنْزِلاَنِ فَيَقُوْلُ أَحَدُهُمَا: اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا ، وَ يَقُوْلُ الآخَرُ : اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا .))

ہر صبح کو دو فرشتے نازل ہوتے ہیں، اُن میں سے ایک دعا کرتا ہے: اے اللہ! خرچ کرنے والے کو زیادہ عطا فرما، اور دوسرا بد دعا کرتا ہے: اے اللہ! (مال کو راہِ خیر میں) خرچ سے روکنے والے کے مال کو تباہ کر دے۔ (صحیح بخاری:۱۴۴۲، صحیح مسلم:۱۰۱۰)

۲) نماز سے پہلے یا بعد میں جائے نماز پر بیٹھے ہوئے پر ملائکہ کی دعا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب تک آدمی وضو کی حالت میں اپنی جائے نماز پر بیٹھا رہتا ہے تو فرشتے اس کے لئے دعائیں کرتے رہتے ہیں: " اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ " اے اللہ! اسے بخش دے، اے اللہ! اس پر رحم فرما۔ (صحیح بخاری:۴۴۵)

ایک روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ فرشتے کہتے ہیں:

" اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ " اے اللہ! اس کی توبہ قبول فرما۔ (صحیح مسلم:۶۴۹، دارالسلام:۱۵۰۶)

اور ایک روایت میں ہے کہ جب تک وہ مسجد میں رہتا ہے، فرشتے اس کے لئے بخشش اور رحمت کی دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔ (سنن ترمذی:۳۳۰ وقال: حدیث حسن صحیح)

۳) مریض کی عیادت کرنے والے کے لئے ملائکہ کی دعا

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جو مسلمان بھی کسی مسلمان کی عیادت (بیمار پرسی) کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے بھیجتا ہے جو شام تک اس کے لئے دعائیں مانگتے رہتے ہیں چاہے وہ دن کے کسی حصے میں بھی عیادت کے لئے جائے اور ستر ہزار فرشتے بھیجتا ہے جو اس کے لئے صبح تک دعائیں مانگتے رہتے ہیں، چاہے وہ رات کے کسی حصے میں بھی عیادت کے لئے جائے۔

(صحیح ابن حبان، موارد الظمآن: ۷۱۰ وسندہ حسن)

۴) صفوں کو ملانے والوں کے لئے ملائکہ کی دعائیں: سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: پہلی صفوں والوں پر اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرماتا ہے اور اُن کے لئے فرشتے دعائیں مانگتے ہیں۔ (سنن ابی داود: ۶۶۴ وسندہ صحیح)

اور جو لوگ صفوں کو ملاتے ہیں تو اُن کے لئے بھی فرشتے دعائیں مانگتے ہیں اور اللہ اپنی رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ (دیکھئے صحیح ابن خزیمہ: ۱۵۵۰، وسندہ حسن)

وفیاتِ سرگودھا

① شیخ آفتاب صاحب (غلہ منڈی والے) کے جواں سال بیٹے حافظ سمیع اللہ صاحب رحمہ اللہ فوت ہو گئے اور ان کی نماز جنازہ ۲۷/ نومبر ۲۰۱۱ء کو ادا کی گئی۔

② محترم نعیم احمد مغل صاحب (خازن جامعہ امام بخاری سرگودھا) و برادران کی والدہ رحمہا اللہ فوت ہو گئیں اور ان کی نماز جنازہ ۲۹/ نومبر ۲۰۱۱ء کو محترم مولانا محمد سبطین شاہ صاحب نے مقامِ حیات میں پڑھائی۔ ③ محترم محبوب احمد صاحب رحمہ اللہ (چک نمبر ۱۰۴) فوت ہو گئے اور ان کی نماز جنازہ بھی ۲۷/ نومبر ۲۰۱۱ء کو ادا کی گئی۔

④ حاجی سعید صاحب (موتی چور والے) کی ہمشیرہ رحمہا اللہ دورانِ حج سرزمینِ حجاز میں وفات پا گئیں۔ ہم پسماندگان کے غم میں شریک ہیں اور اللہ سے دعا ہے کہ فوت شدگان کی مغفرت فرمائے۔ آمین (ادارہ ضربِ حق، مقامِ حیات سرگودھا)

مولانا محمد ارشد کمالؔ

ماہِ صفر سے متعلق توہم پرستیاں

بعض لوگ اس ترقی یافتہ دور میں بھی ماہِ صفر کے متعلق اسلامی تعلیمات کی کمی اور دین سے دوری کے باعث ایسے ایسے خیالات اور توہمات کا شکار ہیں جن کا دین اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ یہ اسی جہالت اور بے علمی کا نتیجہ ہے کہ صدیاں گزرنے کے باوجود آج بھی لوگوں کے اندر وہی زمانہ جاہلیت کی سی توہم پرستیاں موجود ہیں۔ چند ایک ملاحظہ فرمائیں:

(۱) ماہِ صفر اور تیرہ تیزی: بعض جہلاء نے تو ماہِ صفر کا نام ہی ''تیرہ تیزی'' رکھ دیا ہے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ اس کی پہلی تیرہ تاریخیں سخت بھاری اور تیز ہوتی ہیں۔ ان میں کثرت سے بلاؤں، آفات اور فتن کا نزول ہوتا ہے۔ لہٰذا بعض لوگ تیرہ تاریخ کو صدقہ سمجھ کر چنے ابال کر یا چُوری بنا کر تقسیم کرتے ہیں تاکہ یہ آفات ٹلی رہیں۔

جہاں تک اس تیرہ تیزی کا تعلق ہے تو یہ سراسر جہالت اور توہم پرستی کا شاخسانہ ہے جس کی شریعت میں کوئی حقیقت نہیں یہ شریعت پر زیادتی اور سخت گناہ ہے۔[.....]

(۲) جنات کا نزول: بعض علاقوں میں مشہور ہے کہ اس مہینے میں لنگڑے، لولے، اندھے اور کانے جنات بہ کثرت زمین پر اترتے ہیں جو چلنے پھرنے والوں سے کہتے ہیں کہ بسم اللہ پڑھ کر قدم رکھنا کہیں جنات کو تکلیف نہ ہو۔

بعض لوگ اس مہینے میں صندوقوں، پیٹیوں اور در و دیوار کو ڈنڈے مارتے ہیں تاکہ جنات بھاگ جائیں۔ واضح رہے کہ جنات اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں جن کے وجود سے انکار نہیں لیکن ماہِ صفر کے حوالے سے لوگوں کے اندر پائے جانے والے مذکورہ بالا نظریات خالص توہمانہ ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں۔

(۳) مکڑی کے جالے صاف کرنا: بعض علاقوں میں یہ رسم بھی جاری ہے کہ جونہی ماہِ صفر اختتام پذیر ہوتا ہے تو عورتیں جھاڑو وغیرہ لے کر گھروں سے مکڑی کے جالے صاف

کرتی ہیں اور کہتی ہیں: اے صفر! چلا جا، اے صفر! چلا جا۔ اگرچہ مکڑی کے جالے صاف کرنا شریعت کی رو سے جائز بلکہ بہتر ہے کیونکہ یہ بھی صفائی کے ضمن میں آتا ہے مگر مذکورہ قیودات کی پابندی کی وجہ سے یہ بھی توہم پرستی ہے۔

(۴) آخری چہار شنبہ: چہار شنبہ فارسی میں بدھ کو کہتے ہیں۔ یہاں آخری چہار شنبہ سے مراد ماہِ صفر کا آخری بدھ ہے۔ اس میں بعض جہلاء اپنی مرضی کرتے ہوئے تہوار مناتے ہیں، تفریحی مقامات کا رخ کرتے ہیں، گھروں میں شیرینی تقسیم کر کے خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے، خصوصاً روٹی کوٹ کر گھی اور شکر میں ملا کر ''چُوری'' صدقے کے طور پر تقسیم کی جاتی ہے۔ ان تمام رسومات کے جواز کے لیے دلیل یہ دی جاتی ہے کہ ماہِ صفر کے آخری بدھ کو رسول اللہ ﷺ اپنی بیماری سے صحت یاب ہوئے تھے تو آپ غسلِ صحت فرما کر سیر کے لیے باہر تشریف لے گئے تھے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خوشی میں چوری بنا کر صدقہ کی تھی۔

حالانکہ یہ ساری کہانی من گھڑت اور پیٹ پرستی کا بہانہ ہے۔ نہ کسی حدیث میں اس کا ذکر آیا ہے، نہ تاریخ کی کسی معتبر کتاب میں اور نہ اسے کسی ثقہ (قابلِ اعتماد) سیرت نگار نے بیان کیا ہے۔ لہٰذا یہ تمام رسومات لغو اور ایجاد فی الدین ہیں۔ شرعاً ان کی کوئی حیثیت نہیں۔

رشید احمد گنگوہی دیوبندی نے لکھا ہے: ''آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں بلکہ اس دن جناب رسول اللہ ﷺ کو شدت مرض واقع ہوئی تھی تو یہودیوں نے خوشی کی تھی وہ اب جاہل ہندیوں میں رائج ہوگئی....'' (تالیفات رشیدیہ ص ۱۵۴)

احمد رضا خان بریلوی نے لکھا ہے: ''آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں، نہ اس دن صحت یابی حضور ﷺ کا کوئی ثبوت بلکہ مرض اقدس جس میں وفات مبارک ہوئی اس کی ابتداء اسی دن سے بتائی جاتی ہے۔'' (احکام شریعت ۲/۱۸۹)

اسی طرح یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پورے سال میں تین لاکھ بیس ہزار بلائیں و آفات زمین کا رُخ کرتی ہیں اور یہ ساری کی ساری ماہِ صفر کے آخری بدھ میں اترتی ہیں، لہٰذا یہ سال کا سخت ترین دن ہوتا ہے۔ تو جو کوئی اس میں چار رکعت نفل اس طرح ادا کرے کہ ہر

رکعت میں ایک بار سورۂ فاتحہ، سترہ بار سورۂ کوثر، پندرہ بار سورۂ اخلاص جبکہ معوذتین ایک بار پڑھے۔ پھر سلام پھیر کر یہ دعا پڑھے تو اس کی اللہ تعالیٰ ان تمام آفات سے حفاظت فرمائے گا جو اس دن نازل ہوتی ہیں اور سارا سال کوئی آفت اس کے قریب بھی نہ پھٹکے گی۔

وہ دعا یہ ہے: ''بسم اللّٰہ، اللھم ! یا شدید القوة ، و یا شدید المحال ، یا عزیز ، یامن ذلت لعزتك جمیع خلقك ، اکفني من شر خلقك ، یا محسن ، یا مجمل، یامتفضل، یا منعم ، یا متکرم ...، وصلی اللّٰه علی سیدنا محمد و علی اله و صحبه اجمعین .''

اسی طرح یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جو کوئی بہت زیادہ ثواب حاصل کرنا چاہے اور اللہ سے اپنے گناہ معاف کروانا چاہے اور اس بات کو پسند کرے کہ اسے نیکی کی توفیق مل جائے تو وہ آخری چہار شنبہ کے دن چاشت کی نماز کے بعد چار رکعت نفل نماز اس طرح سے پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے۔ پھر جب سلام پھیرے تو ستر مرتبہ سورۂ الم نشرح، ستر مرتبہ سورۂ التین ، ستر مرتبہ سورۂ نصر اور ستر مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے۔ (البدع الحولیة ص۱۲۶۔۱۲۷)

[اسلامی مہینے اور ان کا تعارف ص۸۳۔۸۶، ملخصاً مع بعض الاصلاح]

[تنبیہ: مزید تفصیل کے لئے دیکھئے اسلامی مہینے اور ان کا تعارف، تصنیف مولانا محمد ارشد کمال حفظہ اللہ (ص ۸۶) / ادارہ ضربِ حق، سرگودھا]

حدیث نبوی ﷺ کا احترام

ابو سلمۃ الخزاعی کا بیان ہے کہ امام مالک بن انس جب حدیث بیان کرنے کے لئے باہر آنے کا ارادہ فرماتے تو نماز والا وضو کرتے، بہترین لباس پہنتے، اپنی ٹوپی سر پر رکھتے اور داڑھی کو کنگھی کرتے تھے اس عمل کے متعلق آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا: اس طرح میں حدیث رسول ﷺ کا احترام کرتا ہوں۔ (الجامع لاخلاق الراوی للخطیب: ۹۰۳ وسندہ صحیح)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تحفظِ ختمِ نبوت کانفرنس۔ بھیرہ ضلع سرگودھا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:((وَ أَنَا آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَ أَنْتُمْ آخِرُ الْأُمَمِ .))اور میں آخری نبی ہوں اور تم آخری اُمت ہو۔ (کتاب السنۃ لابن ابی عاصم :۳۹۱ وسندہ صحیح، دوسرا نسخہ: ۴۰۰)

اور اسی پر اُمتِ مسلمہ کا اجماع ہے اور ختمِ نبوت کا منکر کافر ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اصلی اہلِ سنت یعنی اہلِ حدیث نے مخالفینِ ختمِ نبوت کو عموماً اور قادیانیوں مرزائیوں کو خصوصاً ہر محاذ پر شکست دی، جس کے تذکرے ماضی اور حال میں مسطور و محفوظ ہیں۔ اسی سلسلے میں جامع مسجد رحمانی اہلِ حدیث بھیرہ (ضلع سرگودھا) میں تحفظِ ختمِ نبوت: اہلِ حدیث کانفرنس ۲۴/نومبر ۲۰۱۱ء کو منعقد کی گئی، جس میں محترم ڈاکٹر عبدالرشید اظہر حفظہ اللہ نے تحفظِ ختمِ نبوت کے موضوع پر مدلل اور عظیم الشان خطاب ارشاد فرمایا۔

محترم پروفیسر عبدالرزاق ساجد حفظہ اللہ، محترم علامہ سیف اللہ خالد ملتانی حفظہ اللہ اور محترم علامہ سید محمد سبطین شاہ حفظہ اللہ نے ختمِ نبوت کے موضوع پر مدلل اور عظیم الشان خطابات ارشاد فرمائے اور اس سلسلے میں علمائے اہلِ حدیث کی روشن خدمات کا بھی ذکر کیا اور یہ ساری کارروائی ویڈیو اور آڈیو ریکارڈ میں محفوظ ہے۔

عوام نے اس عظیم کانفرنس میں جوق در جوق شرکت کر کے اس بات کا ثبوت دیا کہ وہ علمائے حق کے اشاروں پر جان و مال قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔

تمام علمائے کرام اور عوام کے شکریے کے ساتھ محترم بھائی ملک حسنات الٰہی حفظہ اللہ، بھائی ارشد محمود حفظہ اللہ اور مرکزی جمعیت اہلِ حدیث ضلع سرگودھا کے تمام ذمہ داروں کی خدمت میں ہدیۂ تبریک اور خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں۔ والحمدللہ

من جانب: (مولانا قاری) عبدالواجد السلفی۔ خطیب جامع مسجد رحمانی اہلِ حدیث۔ بھیرہ

